بیاد

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ

دارالعلوم حقانیہ

اکوڑہ خٹک کا علمی و دینی مجلہ

الحق

ماھنامہ

ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ جون ۲۰۰۲ء

مُدیر مسئول

مولانا سمیع الحق

Adarts-HRA-5/2001
Adarts-HRA-5/2001

اے بی سی آڈٹ بیورو سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد نمبر ۔۔۔۔ 37
شمارہ نمبر ۔۔۔۔ 9
ربیع الثانی ۱۴۲۳ھ
جون ۲۰۰۲ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

مدیر اعلیٰ
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ

نگران
حضرت مولانا انوار الحق صاحب مدظلہ

مدیر
حافظ راشد الحق سمیع حقانی

ناظم شفیق الدین فاروقی

اس شمارے کے مضامین

نقش آغاز: کشمیر پالیسی پر یوٹرن حکومت قوم کو اعتماد میں لے' سودی نظام کی وکالت' دینی مدارس کے متعلق حکومتی پالیسی' افغانستان میں عبوری حکومت کی تشکیل پاکستان کیلئے ایک اور دھچکا...... مولانا محمد ابراہیم فانی ۲
کشمیر پر قومی یکجہتی کانفرنس (خطبہ استقبالیہ و اعلامیہ) ...... مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ ۸
عالم کفر بمقابلہ طالبان ...... مولانا نور عالم خلیل امینی' انڈیا ۱۴
ازدواجی تعلقات اور شوہر بیوی کیلئے ضروری تنبیہات و ہدایات ...... ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی ۲۱
سرسید بیچارہ کیوں قابلِ گردن زدنی؟ ...... جناب ضیاء الدین لاہوری ۳۶
گوانتانامو (جہاں جینوا کنونشن کا جنازہ نکالا جارہا ہے) ...... مشتاق علی طارق/ مولانا ولی جان المظفر ۴۰
توبہ' ایمان اور عمل صالح ...... مولانا انوار الحق صاحب ۴۴
ثنائیات موطا امام مالک ...... مولانا محفوظ الرحمان فیضی ۵۱
آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ ...... مولانا عرفان الحق ۵۵
افکار و تاثرات ...... مولانا محمد عیسیٰ منصوری لندن' ڈاکٹر اصغر حسن ۶۳
دارالعلوم کے شب و روز ...... جناب شفیق الدین فاروقی ۶۴

Computer Operator : BABER HANIF

ماہنامہ الحق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ (سرحد) پاکستان۔ فون نمبر: 630435 , 630340 -(0923)
ای میل نمبر: E-Mail : haqqania@nsr.pol.com.pk Or haqqania@hotmail.com
سالانہ بدل اشتراک اندرون ملک فی پرچہ =/20 روپے سالانہ =/200 روپے، بیرون ملک 20$ امریکی ڈالر
پبلشر: مولانا سمیع الحق مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، منظور عام پریس پشاور

نقش آغاز

مولانا محمد ابراہیم فانی

کشمیر پالیسی پر یو ٹرن حکومت قوم کو اعتماد میں لے

الماتہ کانفرنس سے قبل جب روس اور امریکہ نے کشمیر کے متعلق اپنی سرگرمیاں تیز تر کردیں جس کے پشت پر وہ دباؤ کارفرما تھا جو یہی اسلام دشمن طاقتیں پاکستان پر بڑھانا چاہتی تھیں اسی تناظر میں پاکستان کے مقتدر دینی حلقوں اور اہل درد طبقات کی تشویش بجا تھی کہ ان کفری ملتوں اور طاغوتی قوتوں کا کشمیر کے بارے میں یہ پھرتیاں کسی عظیم المیہ کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہیں۔ اور ہم نے گزشتہ شمارہ میں اس کے متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا کیونکہ یہ معاملہ انتہائی نازک اور دوررس نتائج کا حامل ہے اور ایسا نہ ہو کہ کہیں معاہدہ تاشقند کی طرح ایک اور حادثہ رونما ہوجائے۔ دراصل پاکستانی قوم کے یہ خدشات اس لئے بھی بجا تھے کیونکہ موجودہ حکومت کے ارباب بست وکشاد اس احساس سے عاری ہیں جس احساس کے لئے کشمیر جیسے حساس مسئلہ کی ضرورت ہے۔

حکومت پاکستان نے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف مہم میں جس ''فراخدلانہ'' تعاون کا مظاہرہ کیا اور ملک کے تمام دینی درد رکھنے والے طبقات کی تشویش کی پروا کئے بغیر بخوشی اپنے دست وبازو کٹوانے کے لئے سر تسلیم خم کیا۔ جس کا بدقسمتی سے تاہنوز یہ سلسلہ جاری ہے اور معلوم نہیں کہ یہ سلسلہ کہاں جاکر رکے گا۔ کیونکہ حکومت کے رویہ سے یہ بات ہرگز مترشح نہیں ہوتی کہ وہ امریکہ اور اتحادی ملکوں کے پھیلائے ہوئے جال سے اپنے آپ کو نکالنے کی کوشش کریں گے بلکہ بقول اقبالؒ

اپنے منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا   طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

امریکی صدر بش کی جنبش ابرو پر ملک وملت کے مفادات کو نثار کرنے والے پرویز مشرف نے اتحادی افواج کے ساتھ تعاون کے فیصلے کے وقت یہ پرفریب وعدے سنائے کہ ان ملکوں کی طرف سے پاکستان پر ڈالروں، پونڈوں اور دیگر غیر ملکی جاذب نظر کرنسی کی ایسی بارش ہوگی جس سے پاکستان کا چپہ چپہ سیراب ہوگا۔ علاوہ ازیں پاکستان کا دیرینہ حل طلب قضیہ مسئلہ کشمیر بھی پاکستان کے منشاء کے مطابق حل کیا جائے گا۔ یہ اور اس قسم کے دیگر وعدے پاکستان کے ساتھ کئے گئے کہ اپنے ہمسایہ ملک افغانستان میں امارتِ اسلامیہ کے خاتمہ میں مدد پر پاکستان کی اقتصادی امداد کی جائے گی اور ان جھوٹے مواعید پر ہمارے صدر صاحب پھولے نہیں سماتے تھے۔ لیکن آج تک ہمیں اپنی ضمیر فروشی اور بے مروتی کا کوئی بھی خاطر خواہ صلہ نہیں دیا گیا۔ اور ہم ہیں کہ ان تمام وعدہ خلافیوں کے باوجود امریکہ پر

وار ے جار ہے ہیں۔ امریکہ نے پاکستان کے ساتھ روز اول سے جو رویہ اپنا رکھا ہے اس کی طوطا چشمی میں آج تک ذرہ برابر بھی فرق نہیں آیا۔ اور بار ہا ایسا ہوا کہ جب بھی اس کی مطلب براری ہوئی اس نے آنکھیں پھیر لیں۔ امریکہ جیسے دوست کی بیوفائیوں کی داستان بہت طویل ہے۔ لیکن اس محبوب طناز کی کہہ مکرنیوں کے باوصف ہم پھر بھی اس کی ہر ادا پر بصد شوق اپنی جانیں نچھاور کرتے ہیں کتنے شریں ہیں تیرے لب کہ رقیب۔ گالیاں کھا کے بے مزہ نہ ہوا!

بہر حال افغانستان میں امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد امریکہ کے لئے وقت تھا کہ وہ مسئلہ کشمیر کے حل کیلئے بھارت پر دباؤ ڈالتا گو کہ اس کا امکان بہت کم تھا اس لئے امریکی وزیر خارجہ مسٹر پاؤل نے یہ عندیہ دیا تھا کہ افغانستان کے بعد کشمیر کے دہشت گردوں کی طرف توجہ دی جائے گی۔ مگر اس نے الٹا بھارت کو تھپکی دی اور اسے پاکستان کے خلاف اکسا کر پاکستان کی سرحدات پر فوج کو اکھٹا کیا اور مسٹر واجپائی نے ایسا لب ولہجہ اختیار کیا جس سے یکدم جنوبی ایشیاء کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ یہ ایک بین الاقوامی سازش ہے جو کہ پاکستان کے خلاف امریکہ بھارت اور اسرائیل نے مشترکہ طور پر تیار کی ہے۔

الماتہ کانفرنس سے پہلے نہ تو قوم کو اعتماد میں لیا گیا اور نہ اس نازک مسئلے کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے خاطر خواہ منصوبہ بندی کی گئی۔ کشمیر کا مسئلہ صرف حکومتِ پاکستان کا نہیں بلکہ پاکستان کے ۱۶ کروڑ عوام کے دلوں کی دھڑکن بن چکا ہے جب بقول بانی پاکستان کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے اور اس کے لئے آج تک ایک لاکھ کے قریب شہداء نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا۔ اس کے حصول کیلئے ہزاروں باعفت خواتین کی عصمتیں قربان ہوئیں۔ اور آج بھی بھارت کے رسوائے زمانہ جیلوں میں ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین اور حریت پسند اپنی جوانیاں لٹا رہے ہیں۔ حکومت کے لئے یہ اتنا آسان نہیں کہ کشمیر کو پلیٹ میں سجا کر بھارت کے ہندو بنیا کو پیش کرے الماتہ کانفرنس کے اختتام پر جو اعلامیہ جاری ہوا اس کے مندرجات ہماری آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ جس پر پرویز مشرف نے بہت دھڑلے سے دستخط کئے ہیں۔

بڑے خلوص سے دنیا فریب دیتی ہے　　　بڑے وثوق سے ہم اعتبار کرتے ہیں

کانفرنس سے واپسی کے بعد جب ملک کے طول وعرض میں کشمیر کے مسئلہ کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ الماتہ میں کشمیر کا سودا ہو چکا ہے اور اب صرف رسمی کاروائی باقی ہے۔ تو حکومت کی طرف سے حزب اختلاف اور ملک کی دیگر مذہبی جماعتوں کی مشترکہ تنظیم متحدہ مجلس عمل کے زعماء کے ساتھ مذاکرات کی خبریں آئیں۔ جس پر قوم کی کچھ امیدیں بندھ گئیں لیکن صدر صاحب اپنی مصروفیات کے باعث اور دیگر وجوہ کے سبب مذاکرات سے کنی کترا رہے ہیں۔ اب یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ بھارتی نیتاؤں کو مذاکرات کی بار بار دعوت دی جارہی ہے اور اپنے ملک کے رہنماؤں کے ساتھ ایک میز کے گرد بیٹھ کر مذاکرات کرنا گوارا نہیں۔

جس سے ہمارے، اور پوری قوم کے شکوک و شبہات کو تقویت ملتی ہے کہ حکومت نے ضرور کچھ گھاٹے کا سودا کیا ہے۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ واجپائی اپنے ملک میں فتح کے شادیانے بجا رہا ہے۔ اور ببانگ دہل اعلان کر رہا ہے کہ ہم نے اپنے مقاصد جنگ کئے بغیر حاصل کئے۔ جس نے قوم کو مزید الجھن میں مبتلا کر رکھا ہے اندریں حالات ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت اس مسئلہ پر اپنی پوزیشن واضح کرے اور اندرون پردہ جو کچھ ہوا ہے اس سے قوم کو آگاہ کرے۔

اس تمام قضیے کا حسرت خیز اور افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ تمام کام ایک فوجی جرنیل کے حکم پر ہو رہا ہے جس کے زیر کمان لاکھوں کی تعداد میں دنیا کی بہترین بہادر اور نڈر فوج ہے جو کہ ایٹم بم اور دیگر جدید ٹیکنالوجی اور مہلک ہتھیار سے لیس ہے اور جن کا کام سرحدات کی حفاظت کرنا ہے ان سے اگر اس قسم کے بزدلانہ فیصلے صادر ہو رہے ہوں تو پھر ملک کا خدا ہی محافظ ہو۔

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کب ہے زندگی کون رہبر ہو سکے جب خضر پھسلانے لگے

خدا نہ کرے ایسا ہو' لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ تعاون کے وقت ملک کی اکثریت اور زعماء قوم نے جس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ افغانستان کے بعد کشمیر اور پھر پاکستان کے ایٹمی پروگرام پر یلغار کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ آج وہی خدشات حقیقت کا روپ دھار چکے ہیں۔

دلے با من بگو آں دیدہ ور کیست کہ خارے دید و احوال چمن گفت

سودی نظام کی وکالت

عدالت میں سود کے متعلق جو مقدمہ چل رہا تھا بالآخر اس کا فیصلہ حکومت کے حق میں اور سودی نظام کے اجراء کی صورت میں آیا اور جس انداز سے یہ مقدمہ چل رہا تھا اس سے بھی یہی مترشح ہو رہا تھا اس سے قبل شریعت کورٹ نے سود کی حرمت اور پاکستان میں اس ساہوکارانہ اور مہاجنی نظام کے ختم کرنے کے متعلق جو تاریخی فیصلہ صادر کیا تھا جس کے بعد حکومت نے مہلت مانگی تھی کہ ہم اس نظام کو بتدریج ختم کریں گے لیکن اس کے برعکس ایک بینک یو بی ایل نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور عدالت میں یہ مقدمہ زیر سماعت رہا اخبارات میں اس کی مکمل تفصیلات موجود ہیں لیکن جو مضحکہ خیز تحقیقات اور تبصرے ہمارے معزز سرکاری وکلاء کی طرف سے سامنے آئی ہیں اس پر سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کیا کہا جا سکتا ہے اور جس بھونڈے اور شرمناک انداز میں مسلمہ نصوص میں تاویلیں کی گئیں ایسی دور از کار تاویلیں تو مستشرقین بھی نہیں سوچ سکتے۔

سود قرآن وحدیث کے علاوہ دیگر مذاہب و ادیان بھی اس کو ایک لعنت تصور کرتے ہیں۔ قرآن وحدیث میں جو وعیدیں اور اندارات سود کے متعلق موجود ہیں اسے پڑھ کر ایک مسلمان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں بطور نمونہ چند آیات واحادیث پیش ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

یا ایھا الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة۔ اے ایمان والو! سود دوگنا چوگنا نہ کھاؤ۔

واحل الله البیع و حرم الربوٰا۔ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا اور ربوا (سود) کو حرام

فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: عن جابر لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم فیه سواء (مسلم کتاب المساقات والمزارعۃ) حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے یعنی لینے دینے والے، تحریر کرنے والے اور دونوں گواہوں پر لعنت فرمائی۔ اور فرمایا کہ سب اس گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ دوسری جگہ اس کی قباحت یوں بیان فرماتے ہیں:

الربا سبعون جزءاً ایسرھا ان ینکح الرجل امه۔ (ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب البیوع)

سود کے ستر حصے ہیں ان میں سب سے کمتر اور ادنیٰ حصہ یہ ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں سے زنا کرے۔

حضرت عبداللہ بن حنظلہؓ سے روایت ہے کہ درهم ربا یاکله الرجل وهو یعلم اشد من ستة وثلثین زنیة۔ (مسند احمد دارمی بحوالہ مشکوٰۃ کتاب البیوع) یعنی اگر ایک آدمی ایک درہم سود کا کھاتا ہے اور اس کو اس کا علم ہے کہ یہ سود کا درہم ہے ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے اس کا گناہ زیادہ سخت اور اشد ہے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے جب بلیغ اور آفاقی خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بھی یہ ارشاد ہے۔

وربا الجاهلیه موضوع کله واول ربا عباس بن عبد المطلب فانه موضوع کله۔ دور جاہلیت کے تمام سود موقوف کئے جاتے ہیں اور سب سے پہلے عباس بن عبد المطلب کے سودی کھاتے موقوف کرتا ہوں۔

ان تصریحات وتنبیہات کے باوجود اگر کوئی اس لعنتی نظام کے اجراء پر مصر ہے تو آیا وہ مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ اگر یورپ اور دیگر غیر مسلم ملکوں میں یہ نظام رائج ہے تو ہمیں اس سے کیا سروکار۔ ہماری امت مسلمہ کو اس لعنت سے انتہائی تاکید کے ساتھ ممانعت کی گئی ہے۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر　　خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

سودی نظام کی وکالت کرنے والے وکلاء کی خدمت میں ہم حضرت حکیم الامت شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کے

یہ اشعار پیش کرتے ہیں۔

ایں بنوک ایں فکر چالاکی یہود　　نور حق از سینہ آدم ربود
رعنائی تعمیر میں رونق میں صفا میں　　گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بنکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جوا ہے　　سود ایک کا لاکھوں کے لئے مرگِ مفاجات
یہ علم یہ حکمت یہ تدبر یہ حکومت　　پیتے ہیں لہو دیتے ہیں تعلیم مساوات

دینی مدارس کے متعلق حکومتی پالیسی

حکومت نے دینی مدارس کے متعلق اپنی پالیسیوں کا اعلان کردیا ہے۔ ایسے ادارے جو کہ خالص نجی طور پر ملک وقوم کی خدمت میں مصروف ہیں اور جن کی برکت سے آج اس ملک کا اسلامی تشخص قائم ہے مغرب زدہ حکمرانوں اور امریکہ ویورپ کے زرخرید گماشتوں کے دلوں میں یہ دینی معاہد کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں اور اپنے آقائے ولی نعمت کے اشاروں پر ان پر کبھی دہشت گردی کے مراکز کبھی فرقہ واریت کے منابع اور نہ معلومات کیا کیا الزامات لگائے جارہے ہیں مگر آج اگر اس ملک میں لا الہ الا اللہ سے محبت کرنے والے اور دین ودینی تعلیم کے رسیا موجود ہیں۔ تو یہ انہی معاہد کے دم خم سے ہیں۔

انتہائی قابل افسوس بات یہ ہے کہ اس ملک میں غیر ملکی این جی اوز سینکڑوں کی تعداد میں مصروف عمل ہیں اور تعلیم وترقی اور رفاہی اداروں کی شکل میں باقاعدہ منظم انداز سے فحاشی عریانی لادینیت اور ارتداد کے لئے کام کررہے ہیں۔ ان این جی اوز کی ملک دشمن سرگرمیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ لیکن ان کے بارے میں کسی قسم کی تفتیش نہیں ہورہی نہ ان کے حسابات کا آڈٹ کیا گیا۔ اگر زیر عتاب ٹھہرے تو یہی مدارس دینیہ جن کی وجہ سے پاکستان کا وجود قائم ہے۔ ہم پاکستان کے تمام دینی مدارس کے ارباب اختیار سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ خدارا تمام اختلافات بالائے طاق رکھ کر اس اہم اور حساس مسئلہ کی طرف متوجہ ہوں اور دینی مدارس کے خلاف جو بین الاقوامی سازش امریکہ اور دیگر اسلام دشمن طاقتوں نے تیار کی ہے اس کو ناکام بنادیں۔ ماضی میں بھی اسی طرح کی سازشیں تیار ہوئیں اور دینی مدارس کو تختہ مشق ستم بنانے کے لئے تدبیریں کی گئیں لیکن اس وقت ہمارے زعماء مولانا مفتی محمودؒ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہ محدث عصر علامہ بنوری نور اللہ مرقدہ اور دیگر مشائخ نے شبانہ روز کوششوں سے یہ تمام مکروہ سازشیں ناکام بنادی تھیں اب اس نازک مرحلہ پر جبکہ امریکہ اور اس کے اتحادی وحاشیہ بردار منظم طریقہ سے سلسلہ وار اپنے اہداف کی تکمیل کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ ان سازشوں کے خلاف سد سکندری کی طرح

ایک مضبوط دیوار بن جائیں ورنہ اگر یہ سازشیں کامیاب ہوئیں تو پھر یہ ملک بھی اندلس و سپین اور سمرقند بخارا کی طرح اسلامی تاریخ کا ایک خونچکاں باب بن جائے گا۔

افغانستان میں عبوری حکومت کی تشکیل پاکستان کیلئے ایک اور دھچکا

افغانستان میں سقوط امارتِ اسلامیہ کے بعد بون معاہدہ کے تحت چھ مہینے کے لئے جو عبوری کابینہ اور حکومت تشکیل دی گئی تھی تا کہ اس دوران ''لویہ جرگہ'' منتخب ہو سکے۔ پھر انہی افراد سے عبوری کابینہ کی تشکیل کی جائے اور منتخب افراد اٹھارہ مہینے میں عام انتخابات کے لئے راہ ہموار کریں۔ چنانچہ بون کانفرنس کے بعد جب حامد کرزئی کی زیر قیادت عبوری کابینہ معرضِ وجود میں آیا۔ اس کی ہیئت ترکیبی سے معلوم ہوا تھا کہ یہ ایک غیر حقیقت پسندانہ اور معروضی حقائق کے برعکس کابینہ ہے کیونکہ اس میں شمالی اتحاد کے تاجک دھڑے کو اپنی ''خدمات جلیلہ'' کے عوض واضح برتری دلائی گئی تھی، اور اس میں افغانستان کی اکثریت جو کہ پختونوں پر مشتمل ہے وہ یکسر نظر انداز کر دیئے گئے ماسوائے کٹھ پتلی حامد کرزئی کے اور کوئی معتد بہ عہدہ ان کے پاس نہیں رہا۔ اور اہم وزارتوں کے قلمدان دفاع اور خارجہ وغیرہ امریکہ کی مرضی اور منشاء کے مطابق ان پاکستان دشمن لوگوں کے حوالے کر دیئے گئے جنہوں نے اپنے محسن ملک پاکستان کے خلاف ہرزہ سرائی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا تھا ان چھ مہینوں کے دوران جس انداز سے لویہ جرگہ منتخب کیا گیا اور جس طریقہ سے ان کا انتخاب عمل میں آیا۔ وہ بذات خود ایک سوالیہ نشان ہے لیکن سب سے زیادہ دلچسپ صورتحال اس وقت پیش آئی جب عبوری انتظامیہ کے لئے ناموں کا اعلان ہونا تھا۔ چنانچہ یہاں بھی ''خفیہ ہاتھ'' نے اپنا کام کر دیا اور بہت سے امیدواران وزارت بے نیل مرام کابل سے واپس چلے گئے اور پہلے سے نامزد شدہ افراد کابینہ میں لئے گئے جن میں وہی پرانے چہرے سامنے آئے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ ۲۸ ارکان پر مشتمل کابینہ میں شمالی اتحاد کے تقریباً نصف وزراء ہیں اور ان میں سب سے قوت والا مضبوط گروہ تاجکوں کا ہے۔ جس نے عملی طور پر افغانستان کو تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔ لیکن پاکستان کے لئے اس میں افسوسناک پہلو یہ ہے کہ وہی پاکستان دشمن طبقات ہماری سرحدات پر آ گئے جن کی تمام تر ہمدردیاں بھارت کے ساتھ ہیں۔ یہ بھی کوئی اتفاقیہ بات نہیں بلکہ اس کے پیچھے ایک مسلسل اور مکمل سازش کارفرما ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ حکومت پاکستان نے اتحادیوں اور کفری ملت کے ساتھ تعاون کر کے اپنے ملک کے لئے کیا حاصل کیا۔ یہی کہ پاکستان کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور ہر طرف سے اس کے دشمن مسلط کئے جا رہے ہیں تا کہ یہ اسلامی مملکت خاکم بدھن صفحہ ہستی سے مٹایا جا سکے۔ و لا فعله الله

حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ *

دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کے زیر اہتمام دفاع پاکستان وکشمیر پر قومی یکجہتی کانفرنس کا خطبہ استقبالیہ اور متفقہ اعلامیہ

مولانا سمیع الحق صاحب چیئرمین دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کی دعوت پر اور ان کی صدارت میں کونسل کے زیر اہتمام ایک قومی یکجہتی کانفرنس مورخہ 10 جون 2002 ہالیڈے ان ہوٹل اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں پاکستان اور مقبوضہ و آزاد کشمیر کے سیاسی و دینی جماعتوں کے قائدین کی بھرپور نمائندگی تھی۔ مولانا سمیع الحق نے افتتاحی خطاب حسب ذیل استقبالیہ سے کیا جسے اعلامیہ کی شکل میں نشر کیا گیا۔............(ادارہ)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین

رہنمایان جماعت، وزعماءِ قوم، علماء کرام ومشائخ عظام! سب سے پہلے میں دل کی گہرائیوں سے آپ حضرات کا شکر گزار ہوں کہ آپ بہت مختصر نوٹس پر شدید گرمی میں ملک کے دور دراز سے یہاں تشریف لائے اور میری دعوت کو شرف قبولیت بخشا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے دل میں قوم و وطن کا درد ہے اور آپ موجودہ بحرانی حالات میں اتحاد و یکجہتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان دشمنوں کو ایک توانا پیغام دینا چاہتے ہیں جو اسلام اور پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف ہیں۔

حضرات گرامی قدر! آپ سب اس حقیقت سے اچھی طرح آگاہ ہیں کہ چودہ کروڑ پاکستانیوں کی دلی آرزو کے باوجود وطن عزیز میں اللہ کا وہ دین نافذ نہیں ہو سکا جو ہمارے دیرینہ مسائل کا حل ہے اور جس کی کارفرمائی انسانی حقوق اور عزت نفس کی ضمانت دیتی ہے اندرون ملک بعض سازشی عناصر ہمیشہ اس کوشش میں رہتے ہیں کہ پاکستان کی نظریاتی اساس کو کمزور کیا جائے۔ ہمارے دشمنوں کو بھی اس امر کا بخوبی اندزہ ہے کہ پاکستان کی حقیقی قوت اس توانا نظریے میں ہے جو ہر پاکستانی کے دل میں فروزاں ہے۔ عالمی سطح پر ہمیشہ ایسی سازشیں تیار ہوتی رہتی ہیں جن کا مقصد اہل پاکستان کو روح جہاد سے محروم کرنا ہے تاکہ غیر ملکی افکار اور مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے کوئی مضبوط دیوار باقی نہ رہے اور

* مہتمم جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، نوشہرہ

پاکستان نظریاتی استعمار کا حقیر دُم چھلا بن کر رہ جائے۔

افغانستان میں طالبان کی حکومت کے قیام سے امریکہ، برطانیہ اور ان کے دیگر حواریوں کو اندازہ ہوا کہ صرف اللہ کے حضور سربسجود ہونے اور ہر مصنوعی طاقت کی خدائی کا انکار کرنے والے یہ سرفروش طاغوتی طاقتوں کے لئے بہت بڑا خطرہ بن سکتے ہیں۔ چنانچہ طے پایا کہ طالبان کو نمونہ عبرت بنا دیا جائے اور اسلامی امہ کو اتنا خوفزدہ کر دیا جائے کہ کوئی ایک دوسرے کی مدد کا تصور بھی نہ کر سکے اور سب کی توجہ صرف اپنے آپ کو بچانے پر مرکوز ہو جائے۔

11 ستمبر کو امریکہ میں جو کچھ ہوا، اس کے محرکات کا اندازہ لگانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ کوئی تحقیقاتی کمیشن تک نہیں بیٹھا۔ حادثے کے ساتھ ہی ادنیٰ سے ثبوت کے بغیر ساری ذمہ داری ایک شخص پر ڈال دی گئی اور پھر طالبان کو اس جرم کی سزا دینے کا فیصلہ ہوا کہ وہ اسامہ بن لادن کے میزبان ہیں۔ پاکستان نے امریکی دھمکی کے سامنے ہتھیار ڈال کر ایسا کردار ادا کیا جو نہ صرف اہل پاکستان کی خواہشات کے صریحاً خلاف تھا بلکہ پاکستان کی پوری تاریخ کے مجموعی تاثر کے بھی منافی اور اپنے سب کچھ کئے کرائے پر پانی پھیر دینے کے مترادف تھا۔ پھر جو کچھ ہوا آپ کے سامنے ہے۔ طالبان پر جو گزری، سو گزری پاکستان کا حال یہ ہے کہ ہمارے ہوائی اڈے امریکی تحویل میں ہیں، ہمارا مواصلاتی نیٹ ورک اس کے لئے وقف ہے۔ ہماری لاجسٹک سپورٹ اس کے لئے مخصوص ہے۔ ایف۔ بی۔ آئی اور سی آئی اے کے اہل کار پورے ملک میں بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ جہاں چاہیں آزادانہ آپریشن کر رہے ہیں۔ کسی کو کچھ خبر نہیں کہ کس وقت امریکی اسے اٹھا کر کیوبا کے رسوائے زمانہ ایکسرے کیمپ میں لے جائیں عملاً ملک کی خودمختاری اور بالادستی ختم اور آزادی غلامی میں تبدیل ہو کر رہ گئی ہے جس کی بحالی کی جدوجہد اور اسے اس شکنجے سے نکالنے کی فکر ہر سیاسی، پارٹی رہنما اور ہر پاکستانی کا مشترکہ فریضہ ہے یہ کوئی دینی نہیں بلکہ قومی مسئلہ ہے اور صرف دینی قوتوں جہادی تنظیموں کی نہیں بلکہ آپ میں سے ہر ایک کو دعوت فکر دے رہی ہے اس معاملہ میں دینی اور لادینی، سیکولر غیر سیکولر کی تفریق نہیں کی جا سکتی۔

حکومت نے طالبان کے خلاف عالمی کولیشن کا حصہ بنتے وقت قوم کو مطمئن کرنے کے لئے تین اہداف دیئے تھے۔

(۱) نیوکلئیر اثاثوں کا تحفظ　(۲) کشمیر کاز کا تحفظ　(۳) معیشت کی بحالی

آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان اہداف کا کیا بنا؟ ایٹمی پروگرام کبھی اتنے خطرے میں نہ تھا جتنا آج ہے۔ معیشت کی بحالی صرف چند قرضوں کی ری شیڈولنگ سے آگے نہ بڑھ سکی اور سب سے زیادہ ظلم کشمیر کاز پر ہوا جو شدید بے بسی کا شکار ہو چکا ہے۔ ہماری خارجہ پالیسی کی ناکامی کی انتہا یہ ہے کہ ساری دنیا آج بھارت کی زبان بول رہی ہے۔ انہیں ایک کروڑ کشمیریوں کا مسئلہ صرف کراس بارڈر ٹیررازم تک محدود نظر آتا ہے اور سارا زور پاکستان پر ڈالا جا رہا ہے اسی ہزار شہداء کا تذکرہ ختم ہو چکا ہے۔ کوئی ان بیس ہزار کشمیری بیٹیوں کا ذکر بھی نہیں کر رہا جو اپنی عصمتیں لٹا بیٹھیں۔ دنیا کا کوئی مہذب ملک مقبوضہ کشمیر میں انسانی حقوق کی بدترین پامالی کا رونا نہیں روتا۔ کسی کو خبر نہیں کہ بھارتی فوج کے

سات لاکھ درندے وہاں کیا کر رہے ہیں اتنے بھیانک اور بہیمانہ مظالم ڈھانے کے بعد بھی بھارتی سامراج ساری دنیا کا چہیتا ہے اور کشمیریوں کے حقوق اور آزادی کی آواز اٹھانے والا پاکستان مجرم بنا۔ عالمی کٹہرے میں کھڑا ہے اور پاکستان سے جہاد و جدو جہد کشمیر کو دہشتگر دی قرار دینے اور کہلوانے پر مجبور کیا جارہا ہے۔ ایک آزاد ریاست آزاد کشمیر کی جدو جہد آزادی کو دراندازی قرار دے کر کشمیریوں کو جہاد آزادی سے روکنے کیلئے ہمیں استعمال کیا جارہا ہے

حضرات گرامی! یہ نہایت ہی نازک صورتحال ہے۔ ملک اس وقت جمہوری اداروں سے محروم ہے۔ عوام کی امنگوں کی ترجمانی مشکل ہو چکی ہے۔ امریکہ کو معلوم ہے کہ سارے فیصلے ایک فرد کے ہاتھ میں ہیں اس لئے وہ اپنے ایلچیوں اور پل پل کے ٹیلی فونوں کے ذریعے دباؤ بڑھا رہا ہے۔ بظاہر یوں دکھائی دینے لگا ہے کہ طالبان کو امریکی بھیڑیوں کے آگے ڈال دینے کے بعد ہماری حکومت کشمیری حریت پسندوں کو بھی بھارتی درندوں کا چارہ بنانے پر آمادہ ہوگئی ہے اگر ایسا ہو گیا تو نصف صدی بالخصوص پچھلے تیرہ سال سے تحریک ایک ایسے انجام سے دوچار ہو جائے گی جس کا تصور بھی خون کے آنسو رلاتا ہے۔ اور اس کے بعد نیوکلئیر صلاحیت کو مفلوج اور ملیامیٹ کر دینے اور ایک ایک کر کے ایجنڈے کے دیگر حصوں پر عملدرآمد شروع کر دیا جائے گا۔

عمائدین محترم! اس کانفرنس کا مقصد یہ ہے کہ ہم ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر قوم وملک کو درپیش مسائل کا جائزہ لیں۔ خاص طور پر کشمیر کی آزادی' سرحدات کی حفاظت' ایٹمی صلاحیت کی بقاء' دینی مدارس کے تشخص' اسلامی تہذیب کی بقاء اور آئین پاکستان کی حفاظت کے لئے اپنا کردار ادا کریں۔ ہم جانتے ہیں کہ مغربی سرحدات غیر محفوظ ہیں مشرق میں دشمن سرحد پر کھڑا ہے اور سازشیں عروج پر ہیں۔ ایسے میں ہم ملک کے اندر ایسی کوئی سرگرمی نہیں چاہتے جو دفاع وطن کے ہنگامی تقاضوں کے منافی ہو یا جس سے ملک میں افراتفری پیدا ہو لیکن ہم بے بس و لاچار ہو کر بیٹھنا بھی نہیں چاہتے۔ افغان پالیسی کے خلاف موثر جدو جہد نہ کرنے کے نتائج سامنے آچکے ہیں۔ اگر ہم خاموش تماش بین بنے رہے تو خدانخواستہ کشمیر کی تحریک آزادی بھی اسی انجام سے دوچار ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہمیں ایک موثر' حقیقت پسندانہ اور قابل عمل لائحہ عمل واضح کرنا ہوگا جس کا مقصد ساری دنیا بالخصوص دشمن کو یہ بتانا ہو کہ اپنے نظریے اور اپنی سرزمین کے دفاع کے لئے ہم سب ایک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں حکومت کے سامنے بھی ایسا لائحہ عمل رکھنا ہو گا جو قومی یکجہتی کا ضامن ہو اور جس پر عمل پیرا ہونے سے پاکستان اپنی قومی آزادی وخودمختاری کا تحفظ کر سکے۔

وقت تیزی سے گزرتا جارہا ہے اور گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔ ہمیں حکومت کو یہ بتانا ہوگا کہ وہ تنہا اس طوفان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسے پوری قوم کو اپنے ساتھ ملانا ہوگا اور اس کے لئے ضروری ہے کہ حکمران اپنی انا کو ملک وقوم کی انا پر قربان کر دیں۔

حضرات گرامی قدر! میں اپنی مصروفیات سمیٹتے ہوئے آخری گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک ٹھوس لائحہ عمل طے

کرتے وقت آپ صورت حال کے تمام پہلوؤں اور بالخصوص ملکی دفاع کو ضرور پیش نظر رکھیئے ۔ ہمارا مقصد کسی قسم کی پوائنٹ سکورنگ یا سیاست بازی نہیں بلکہ صرف اور صرف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مفادات کا تحفظ ہونا چاہیے۔

میں آپ سے اجازت چاہتے ہوئے ایک بار پھر شکر گزار ہوں کہ آپ اس کانفرنس میں تشریف لائے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کی اس گھڑی میں ہمیں ایک تاریخ ساز کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔خدا کرے ہمارا یہ اجماع ملت کی توقعات پر پورا اترے اور ہم پاکستان وکشمیر کے خلاف امریکہ بھارت اسرائیل اور ان کے تمام اتحادیوں کے سازشوں سے نمٹنے کے لئے ملک وقوم کی صحیح رہنمائی کے فریضہ سے عہدہ برآ ہوسکیں۔ آمین یا رب العالمین ۔و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

قومی یکجہتی کانفرنس کا مندرجہ ذیل امور پر اتفاق رائے ہوا۔

(۱) اسلام امن وسلامتی کا دین ہے جو "لا اکراہ فی الدین" یعنی دین میں کوئی جبر نہیں کا علمبردار بھی ہے۔اور اس بات کا علمبردار کہ جس نے کسی جان کے بدلے میں یا زمین پر فساد برپا کئے بغیر کسی انسان کا قتل کیا تو گویا اس نے پوری انسانیت کو تہہ تیغ کیا' اس طرح اسلام نے انسانی جان کے احترام کی حدود متعین کیے اور لاشوں کا حلیہ بگاڑنے اور بچوں' بوڑھوں اور عورتوں کو میدان قتال میں قتل کرنے سے منع کرنے نیز (Non Combatants) پہ ہاتھ نہ اٹھانے کا اعلان کر کے حق دفاع کا ایک ناقابل تغیر ضابطہ فراہم کردیا۔

(۲) غیر وابستہ تحریک "NAM" افریقی اتحاد کی تنظیم "OAU" اسلامی کانفرنس کی تنظیم "OIC" اور رابطہ عالم اسلامی کی حالیہ سکالرز کانفرنس نے حق خود ارادیت کیلئے جاری جدوجہد اور دہشت گردی کے درمیان جو خط امتیاز کھینچا ہے وہ جس طرح ماضی میں درست تھا آج بھی درست ہے۔

(۳) حق وصداقت کے لئے فلسطین سے کشمیر تک لاکھوں جانوں کے نذرانے پیش کرنے والے شہیدوں کے خون نے آزادی کی جو راہیں کھولی ہیں انہیں نہ مسدود ہونے دیا جائے گا نہ کسی مصلحت کا شکار ہونے دیا جائے گا۔

(۴) پاکستان کی مغربی سرحد کے غیر محفوظ ہونے کے بعد مملکت خداداد کی مشرقی سرحد پر دشمن کی افواج کا اجتماع اور بھارت امریکہ اسرائیل گٹھ جوڑ کا اولین تقاضا یہی ہے کہ ہم اپنے تمام اختلافات کو بھلا کر دفاع پاکستان کیلئے ایک ہو جائیں اور پاکستان کی تکمیل' تحفظ اور استحکام کی جنگ لڑنے والے کشمیری عوام اور مجاہدین کے پشتیبان بن جائیں۔

(۵) بھارت کشمیری قائدین کے قتل اور بے بنیاد الزامات پر POTA جیسے کالے قانون کے تحت گرفتاریوں کے ذریعہ اس تحریک کو دبا نہیں سکے گا جس میں اسی ہزار شہیدوں کا خون شامل ہے۔

(۶) جموں وکشمیر کو تقسیم کرنے والی جنگ بندی لائن کو عبور کرنے پر کشمیری عوام کے لئے کوئی پابندی نہیں اس لئے حکومتِ پاکستان بلاوجہ کشمیریوں کی آمد ورفت پر کوئی پابندی عائد کرنے کی جسارت نہ کرے۔

(۷) موجودہ صورتحال میں آزاد جموں وکشمیر جو کہ تحریک آزادی کشمیر کا بیس کیمپ ہے اسے تحریک میں موثر اور مطلوبہ کردار ادا کرنے کے لئے مزید مضبوط بنایا جائے' نیز مجاہدین کی ہر ممکن طریقے سے بھرپور مدد کی جائے۔

قومی یکجہتی نے کانفرنس مطالبہ کیا کہ

(۱) پاکستان جموں وکشمیر کے عوام کے حق خودارادیت کو اقوام متحدہ کے چارٹر اور سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق حل کرانے کے اصولی موقف پر استقامت کے ساتھ ڈٹا رہے۔

(۲) پاک فوج اور دینی وجہادی قوتوں کے درمیان تصادم کے ذریعہ پاکستان کو غیر مستحکم کرنے کی دشمن کی سازش کو بہرصورت ناکام بنائی جائے -اس سلسلے میں دینی قوتوں کے اب تک کے کردار کو اسی سلسلے کی ایک کڑی سمجھا جائے نہ کہ کمزوری۔

(۳) حکومت اور سیاسی پارٹیاں اپنی انا اور سیاسی مصلحتوں کو چھوڑ کر پاکستان کی بقاء سلامتی اور دفاع کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے پاکستانی رائے عامہ کو ہموار کریں اسی طرح ملک پر قائم ہونے والے بڑھتے ہوئے غیر ملکی اثرات اور تسلط سے ملک کو نکالنے کے لئے کام کیا جائے۔

(۴) جہاد ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے لہذا کوئی بین الاقوامی قوت یا حکومت مسلمانوں کو اس دینی فریضہ سے نہیں روک سکتی۔ اگر ایسا کیا گیا تو اسے دین میں مداخلت کے مترادف سمجھا جائے گا۔

(۵) اگر ہندوستان نے حملہ کیا تو حکومت پاکستان جہاد کا اعلان کرے تاکہ نہ صرف پاک فوج بلکہ پوری قوم اس سلسلے میں اپنا کردار ادا کر سکے۔

(۶) افغانستان کے مسئلہ میں امریکہ کے ساتھ پاکستان کے بلاجواز تعاون کے تسلسل کو اب بند کیا جائے۔ امریکی اڈوں اور ایف بی آئی کے دفاتر فوری طور پر ختم کیا جائیں تاکہ پاکستان کو امریکہ کی غلامی سے نجات مل سکے۔

(۷) ممتاز کشمیری قائد سید علی گیلانی اور دیگر تمام قائدین اور مجاہدین کے کالے قانون POTA کے تحت گرفتاری کی شدید مذمت کرتے ہوئے آل پارٹیز حریت کانفرنس مقبوضہ کشمیر کی طرف سے ہڑتال کی کال کی مکمل حمایت کرتے ہیں۔ نیز حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مجاہدین کشمیر کے انصار مولانا مسعود اظہر' حافظ محمد سعید اور دیگر کارکنان کو جرم بے گناہی کی قید سے آزاد کرے اور آئندہ دشمن کو راضی کرنے والے اقدامات سے باز رہے۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ افغانستان کے اندر اور وہاں سے آئے ہوئے تمام افراد کو فوری طور پر جیل خانوں سے رہا کئے جائیں۔

(۸) یہ اجلاس مولانا سمیع الحق صاحب سے پُرزور مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دفاع پاکستان وافغانستان کونسل کو مزید فعال بنانے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کریں اور ملک کی تمام سیاسی و دینی قوتوں سے اپیل کرتا ہے کہ پاکستان کشمیر فلسطین 'افغانستان اور ملت مسلمہ کے دفاع کی جنگ کے لئے اس پلیٹ فارم پر متفق ہو کر فریضہ اسلامی ادا کریں تاکہ

یہ ساری جنگ مکمل یکجہتی اور اجتماعیت سے لڑی جاسکے۔

قومی یکجھتی کانفرنس میں شریک رھنمائوں کے نام

(۱) مولانا سمیع الحق، چیئرمین دفاع پاکستان وافغانستان کونسل (۲) عامر خان، ایم کیو ایم (۳) راجہ محمد ظفر الحق، مسلم لیگ (ن) (۴) جنرل حمید گل، تحریک اتحاد پاکستان، میاں محمد حضران صاحب (۵) جنرل (ر) اسلم بیگ فرینڈز (۶) مولانا منظور احمد چنیوٹی، ختم نبوت موومنٹ (۷) مولانا قاضی عبداللطیف، مولانا سید یوسف شاہ، قاری عبدالمنان، مولانا عبدالخالق جمعیت علماء اسلام (س) (۸) راؤ جاوید علی خان مرکزی نائب صدر پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی (۹) غلام محمد صفی، آل پارٹیز حریت کانفرنس جموں وکشمیر (۱۰) عبدالرشید ترابی، جماعت اسلامی آزاد جموں و کشمیر (۱۱) حافظ عبدالرحمان مکی، جماعت الدعوۃ پاکستان، مولانا امیر حمزہ، محمد یحییٰ مجاہد (۱۲) شیخ رشید احمد، ڈاکٹر بشارت مسلم لیگ (ن) (۱۳) غلام سرور چیمہ، نثار علی خان، عظیم چوہدری مسلم لیگ (ق) (۱۴) مولانا نذیر فاروقی جمعیت علماء اسلام آزاد کشمیر (۱۵) شیخ الحدیث مولانا زر ولی خان، مولانا منصور صاحب، قاری مفتاح اللہ، مشائخ پاکستان (۱۶) مولانا عبدالجلیل اتحاد العلماء (۱۷) محمد علی درانی، محمد طلحہ ملت پارٹی۔ (۱۸) مولانا مفتی نظام الدین شامزئی مجلس تعاون اسلامی (۱۹) مولانا عبدالعزیز علوی جماعت الدعوۃ آزاد کشمیر (۲۰) کالعدم سپاہ صحابہؓ، مولانا خادم حسین ڈھلو، مولانا محمد احمد لدھیانوی (۲۱) کالعدم تحریک جعفریہ مولانا عبدالجلیل نقوی، علامہ محمد رمضان توقیر (۲۲) جاوید قصوری، صابر حسین اعوان، حزب المجاہدین (۲۳) جنرل ظہیر الاسلام عباسی، حزب اللہ پارٹی (۲۴) شمس الحق اعوان تنظیم اسلامی قاری حسنات جے یو آئی (ف)

بقیہ صفحہ نمبر 35 سے:

ارے مہذب بنی پھرتی ہو لیڈر بنتی ہو، داد عیش لیتی ہو، جلوت میں ٹی وی پر کیا کر کے نہیں دکھاتیں۔ خلوت میں کیا نہیں کر ڈالتیں؟ ہمیں ساٹھ پینسٹھ سال پہلے کی ایک بات یاد آرہی ہے آپ کو ضرور سنا دیں۔ ''شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات'' ہم پاکستان بننے سے دو سال پہلے بہاولپور آئے اپنے ایک عزیز کے ساتھ ان کے کسی دوست کے گھر ملنے گئے۔ دوست نے دروازے پر دستک دی پھر ایسا محسوس ہوا کہ دروازے کے پاس آکر کسی نے تین مرتبہ تالی بجائی۔ میرا عزیز تالی کی آواز سن کر واپس مڑ گیا۔ میرے دریافت کرنے پر اس نے کہا کہ جس سے ملنے گئے تھے وہ لڑکا گھر پر نہیں ہے اور یہ بتایا کہ جب مرد گھر میں نہیں ہوتا تو عورت ہاتھ سے تالی بجادیتی ہے کہ مرد نہیں۔ آپ واپس چلے جائیں۔ میں نے پاکستان بننے سے پہلے بہاولپور میں کسی مسلمان عورت کو بازار میں چلتے پھرتے نہیں دیکھا۔ تانگہ کے چاروں طرف چادر اگر لپٹی ہے تو سمجھ لیں کہ مسلمان عورت اندر بیٹھی ہے۔ آج اس تحریر کا مقابلہ بہاولپور جاکر آپ خود کرلیں کہ ایک اسلامی ریاست بہاولپور میں کیسی غیر اسلامی بہاولپور کی بنیاد پڑ گئی ہے۔ .... (جاری ہے)

قسط (۱)

مولانا نور عالم خلیل امینی *

عالم کفر بمقابلہ طالبان
مایوسی مومن کا شیوہ نہیں

یہ صحیح ہے کہ موجودہ حالات کی زخم کاریوں اور جگر پاشیوں کی وجہ سے ہم مسلمانانِ عالم اس وقت غم و الم کا گھونٹ پی رہے ہیں اور صبر و تسلی کی سوغات ایک دوسرے کو بانٹ رہے ہیں' لیکن تمام شیطانی طاقتوں کی ہمنوائی حاصل کرنے والے دنیا کے نمبر ایک دہشت گرد ملک امریکہ کے خلاف' مورچہ آرائی کرنے والے طالبان کی دشمنوں کے ذریعے ''دوستوں'' کے تعاون سے پسپائی یا اپنی پوزیشنوں سے ہٹ جانے پر' ایک دوسرے کے حزن و ملال میں ہم چاہے جس درجہ بھی شریک ہوں اور ہمیں اس سلسلے میں جس قدر بھی بے خوابی اور بخار ہوا اور جسم اسلامی کو پہنچنے والی اذیت سے خواہ ہمیں کتنا بھی دکھ ہو' ہمیں نا امیدی اور مایوسی کا شکار نہیں ہونا چاہیے اور امید کی کرنوں کو محسوس کرنے کے حوالے سے ہمیں ہمت نہیں ہارنا چاہیے۔

ہم یہ بات اس لئے کہہ رہے ہیں کہ افغانستان کی مزید تباہی اور بے گناہ افغانیوں کی جانوں کے مزید اتلاف سے بچنے کے لئے' جب طالبان بموں کی بارشوں کی وجہ سے' اپنی پوزیشنوں سے ہٹ گئے' تو ہم نے سینکڑوں زبانوں کو یہ کہتے ہوئے سنا...... اور اب بھی سن رہے ہیں...... کہ اللہ تعالیٰ نے (اور ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ سوء ظن سے ہزار بار پناہ مانگتے ہیں) طالبان اور امریکہ کی صیہونی صلیبی جنگ کے حوالے سے ہم مسلمانوں کو بے یار و مددگار کیوں چھوڑ دیا؟ مشرق و مغرب کے مسلمانوں نے اس پورے عرصے میں دنیا کی تمام زبانوں میں جو وہ بولتے ہیں' اللہ پاک سے اتنی گریہ وزاری کی کہ ماضی قریب میں شاید ہی انہوں نے اتنے پاکیزہ آنسو بہائے ہوں۔ دنیا کے سارے مسلمانوں کو (خواہ وہ نیک ہوں یا بد) اس عرصے میں صرف افغانی اسلامی قضیے نے مشغول رکھا' انہوں نے اپنے سارے غم بھلا دیئے یہی ایک غم ان کے شب و روز کا ساتھی بن گیا۔ ان کی زبانیں مصروف دعا رہیں ان کی آنکھیں اشک بار رہیں' وہ انابت و مناجاۃ کی دولت سے بہرہ یاب رہے۔ ان میں سے بہت بڑی تعداد نے گناہوں سے توبہ کی' رب کریم سے اپنے تعلق کو استوار کیا' راتوں کی پر سکون گھڑیوں میں تہجد یں پڑھیں اور رو رو کے اپنے رب سے اپنا

* رئیس التحریر مجلّہ ''الداعی'' عربی و استاذ ادب عربی دار العلوم دیوبند

گڑگڑا بیان کیا اور مضطر کی دعا سننے والے کو اپنی بپتا سنائی اور ہر بے سہاروں کے تنہا سہارے اور بے آسراؤں کی ... آس بنی خدائے غفور و رحیم کے سامنے، جس کے در کا بھکاری کبھی بے آبرو نہیں ہوتا، تڑپ تڑپ کر منتیں اور سماجتیں کیں لیکن خدائے بے نیاز نے بظاہر ایک نہ سنی اور مسلمان کو اپنی توقعات کے مطابق نتائج نظر نہیں آئے اور ان کی دعائیں مستجاب ہو کر اس شکل میں رونما نہیں ہوئیں، جس شکل کو ان کی کوتاہ بین نگاہیں دیکھنے اور درماندہ عقلیں محسوس کرنے کی آرزومند تھیں...... یعنی دشمنوں کو بظاہر ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا نہیں پڑا!۔ تو ان مسلمانوں کے لئے یہ عرض ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوسی مومن کا شیوہ نہیں۔

اگر ہمیں اللہ پر یقین ہے (اور یقیناً ہے) تو ہمیں کسی حال میں مایوس نہیں ہونا چاہیے، خواہ حالات کتنے مایوس کن ہوں، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ حالات کتنے ہی سخت ہوں ہمیں مایوسی کا شکار نہیں ہونا، بلکہ ہر حال میں امید کا دامن ہی تھامے رہنا ہے۔

ولا تایئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکفرون (یوسف۔۸۷)

''اور نا امید مت ہو اللہ کے فیض سے، بے شک نا امید نہیں ہوتے اللہ کے فیض سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''یعنی حق تعالیٰ کی مہربانی اور فیض سے نا امید ہونا کافروں کا شیوہ ہے، انہیں اس کی رحمت واسعہ اور قدرت کاملہ کی صحیح معرفت نہیں ہوتی، ایک مسلمان کا کام ہے کہ اگر پہاڑ کی چٹانوں اور سمندروں کی موجوں کی برابر مایوس کن حالات پیش آئیں، تب بھی خدا کی رحمت کا امیدوار رہے اور امکانی کوشش میں پست ہمتی نہ دکھلائے۔''

ہم مسلمانوں کو ہمیشہ انتہائی پر امید رہنا چاہیے، اللہ کی طرف سے فتح و نصرت کے وعدے پر بھروسہ کرنا چاہیے، اور ہمیشہ جذبہ عمل سے سرشار رہنا چاہیے، اور ساتھ ہی ان شرطوں پر کاربند رہنا چاہیے جن کے ذریعے اللہ کی رحمت و نصرت نازل ہوتی ہے، غم کے بادل چھٹتے ہیں، مصیبتوں کی فضا تبدیل ہوتی ہے، آسانی اور راحت کی مسرت بخش ہوائیں چلتی ہیں اور ہر قسم کے فکر و الم کا منظر نامہ یکسر بدل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واللہ ولی المومنین (ال عمران/ ۶۸) ''اور اللہ تعالیٰ والی ہے مسلمانوں کا۔

لہٰذا ہمیں دنیا و آخرت کے تمام معاملات میں اس پر بھروسہ کرنا چاہیے، لیکن ساتھ ہی اس کے اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہو کر اس کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنا چاہیے۔

اللہ پاک نے اپنی زندہ جاوید کتاب کی بہت سی آیتوں میں ہمیں توکل کی تعلیم دی ہے:

وعلی اللہ فلیتو کل المومنون [1] (ال عمران/ ۱۲۲)

اللہ ہی پر چاہیے کہ بھروسہ کریں مسلمان۔

وعلى الله فتوكلوا ان كنتم مومنين (المائدہ/۲۳)

''اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر یقین رکھتے ہو''

اللہ اور اس کے رسول پر اور خیر وشر کی اس کی مقدرات پر ایمان رکھنے والوں کی پیش روی اور سرگرمی مسلسل اور لامحدود و حوصلہ مندی کی راہ کو کسی طرح کی حوصلہ شکن پوزیشن مسدود نہیں کر سکتی اور زندگی کی پیچیدگیوں اور الجھنوں کے گھنیرے کہرے یاس انگیزی اور احساس محرومی کے ذریعے راہ حیات کو تاریک اور منزل مقصود کو مشتبہ کر نہیں سکتے۔

ایمان کے راستے پر استقامت کی شرط کے ساتھ ہی اہل ایمان ہمیشہ برتر رہیں گے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا:

ولن يجعل الله للكفرين على المومنين سبيلا (النساء/۱۴۱)

''اور ہرگز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔''

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

''یعنی اللہ تعالیٰ تم میں اور ان میں حکم فیصل فرمادے گا کہ تم کو جنت دے گا اور ان کو جہنم میں ڈالے گا۔ دنیا میں جو کچھ ان سے ہوسکے کر دیکھیں، مگر اہل ایمان کی بیخ کنی ہرگز نہ کرسکیں گے جو ان کی دلی تمنا ہے''

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''یعنی کافروں کو مسلمانوں پر ہرگز ایسا غلبہ حاصل نہیں ہوسکے گا کہ وہ مسلمانوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں، خواہ انہیں بعض مسلمانوں پر بعض اوقات میں کچھ فتح حاصل ہو جائے لیکن دنیا و آخرت میں انجام خیر تقویٰ شعاروں کو ہی نصیب ہوگا یہ آیت منافقین کے رد میں ہے، کیونکہ انہیں پوری توقع خواہش اور انتظار تھا کہ مسلمانوں کا غلبہ اقتدار جاتا رہے گا، اسی خوف سے انہوں نے کفار سے میل ملاپ کر لیا تھا کہ اگر وہ ایک دن مسلمانوں پر غالب آ گئے تو ان کی بیخ کنی کر دیں گے اور ہم مامون و محفوظ رہیں گے۔''

آیت صراحت سے کہتی ہے کہ مسلمان ہی برتر اور غالب اور اللہ کی نصرت سے بہرہ یاب رہیں گے اس لئے بدکار کفار اور فریب پیشہ منافقین اور طرح طرح کے لباسوں میں نظر آنے والے ملحدین اور اپنے آپ کو (بے دین اور مغرب زدہ) کہہ کر فخر کرنے والے، خواہ کتنا اترائیں، بدمستی دکھائیں اور خوشی سے پھولے نہ سمائیں، لیکن آخر جیت مسلمانوں کی ہوگی اور میدان انہی کے ہاتھ ہوگا اور اہل ایمان ہی فتح مبین سے ہمکنار ہوں گے:

ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (ال عمران ۱۳۹)

''اور سست نہ ہو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

علامہ شبیر احمد عثمانی اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

''یہ آیات' جنگ احد کے بارے میں نازل ہوئیں جب مسلمان مجاہدین زخموں سے چور چور ہوئے تھے ان کے بڑے بڑے بہادروں کی لاشیں آنکھوں کے سامنے مثلہ کی ہوئی پڑی تھیں۔ پیغمبر علیہ السلام کو بھی اشقیا نے مجروح کر دیا تھا اور بظاہر کامل ہزیمت کے سامان نظر آ رہے تھے' اس ہجوم شدائد و یاس میں خداوند قدوس کی آوازیں سنائی دیں ولاتھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مومنین " (دیکھنا سختیوں سے گھبرا کر دشمنان خدا کے مقابلے میں نامردی اور سستی نہ آنے پائے۔ پیش آمدہ حوادث و مصائب پر غمگین ہو کر بیٹھ رہنا مومن کا شیوہ نہیں۔ یاد رکھو آج بھی تم ہی معزز اور سر بلند ہو کر حق کی حمایت میں تکلیفیں اٹھا رہے ہو اور جانیں دے رہے ہو اور یقیناً آخری فتح بھی تمہاری ہے' انجام کار تم ہی غالب ہو کر رہو گے' بہ شرطے کہ ایمان و یقین کے راستے پر مستقیم رہو اور حق تعالیٰ کے وعدہ پر کامل وثوق رکھتے ہوئے اطاعت رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے قدم پیچھے نہ ہٹاؤ) اس خدائی آواز نے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑ دیا اور پژمردہ دلوں میں حیات تازہ پھونک دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کفار جو بظاہر غالب آ چکے تھے' زخم خوردہ مجاہدین کے جوابی حملے کی تاب نہ لا سکے اور سر پر پاؤں رکھ کر میدان سے بھاگے۔''

قرآن پاک میں اس مضمون کی آیتیں متعدد جگہ آئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں ہی کی مدد کرے گا' ان کے قدم جمادے گا انہیں کافروں پر غالب کرے گا اس کے بالمقابل مجرموں کو رسوا اور بے سہارا کرے گا' لیکن نصرت وحمایت' غلبہ دینے اور برتری سے نوازنے کی بات کو قرآن پاک نے ہر جگہ منصوص طور پر ایک اہم شرط سے جوڑا ہے۔ وہ شرط ہے ایمان کی مضبوطی کی' دین کی نصرت کی اور جہاد فی سبیل اللہ کی راہ پر جمنے کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین امنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم (محمد/۷)

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (یعنی اللہ کے دین کی اور اس کے پیغمبر کی) تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے پاؤں جمادے گا۔''

علامہ عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''یعنی جہاد میں اللہ کی مدد سے تمہارے قدم نہیں ڈگمگائیں گے اور اسلام و طاعت پر ثابت قدم رہو گے' جس کے نتیجے میں ''صراط'' پر ثابت قدمی نصیب ہو گی۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ چاہے تو خود ہی کافروں کو مسلمان کر ڈالے' پر یہ بھی منظور نہیں' جانچنا منظور ہے' سو بندے کی طرف سے کمر باندھنا اور اللہ کی طرف سے کام بنانا'' اور ارشاد ہے:

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز (الحج/۴۰)

''اور اللہ بالیقین مدد کرے گا اس کی' جو اس کی مدد کرے گا' بیشک اللہ زبردست ہے زور والا ہے۔''

نیز ارشاد ہے:

ولقد ارسلنا من قبلک رسلا الی قومھم فجاؤ وھم بالبینت فانتقمنا من الذین اجرموا و کان حقا علینا نصر المومنین (الروم/۴۷)

اور ہم تجھ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم کے پاس بھیج چکے ہیں' سو وہ ان کے پاس نشانیاں لے کر پہنچے' پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا جو گنہ گار تھے اور حق ہے ہم پر ایمان والوں کی مدد۔

اور ارشاد باری ہے:

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ و یضل اللہ الظلمین و یفعل اللہ مایشاء (ابراہیم/۲۷)

"اللہ ایمان والوں کو مضبوط بات سے مضبوط کرتا ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور اللہ بے انصافیوں کو بچلا دیتا ہے اور اللہ کرتا ہے جو چاہے۔"

"یعنی حق تعالیٰ توحید اور ایمان کی باتوں سے مومنین کو دنیا و آخرت میں مضبوط اور ثابت قدم رکھتا ہے۔ رہی قبر کی منزل جو دنیا و آخرت کے درمیان برزخ ہے اس کو ادھر یا ادھر' جس طرف چاہیں شمار کر سکتے ہیں' چنانچہ سلف سے دونوں قسم کے اقوال منقول ہیں۔ غرض یہ ہے کہ مومنین دنیا کی زندگی سے لے کر محشر تک اسی کلمہ طیبہ کی بہ دولت مضبوط اور ثابت قدم رہیں گے۔ دنیا میں کیسے ہی آفات و حوادث پیش آئیں' کتنا ہی سخت امتحان ہو' قبر میں نکیرین سے سوال و جواب ہو' محشر کا ہولناک منظر ہوش اڑا دینے والا ہو' ہر موقع پر یہی کلمہ توحید' ان کی پامردی اور استقامت کا ذریعہ ہے۔

نیز حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان ینصرکم اللہ فلا غالب لکم و ان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعدہ و علی اللہ فلیتوکل المومنون (ال عمران/۱۶۰)

"اگر اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہ ہو سکے گا اور اگر تمہاری مدد نہ کرے تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد نہ کرے' تو پھر ایسا کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے اور اللہ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ ہے۔

نیز ارشاد ہے:

و للہ الامر من قبل و من بعد و یومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء و ھو العزیز الرحیم وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ و لکن اکثر الناس لا یعلمون (الروم/۴-۶)

"اللہ کے ہاتھ ہیں سب کام پہلے اور پچھلے اور اس دن خوش ہوں گے مسلمان اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی ہے زبردست اور رحم والا۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا' خلاف نہ کرے گا اللہ اپنا وعدہ' لیکن بہت سے

نہیں جانتے۔" نیز ارشاد ہے:

انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا ویوم یقوم الاشھاد (المومن/۵۱)

"ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ۔"

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی دنیا میں ان کا بول بالا کرتا ہے، جس مقصد کیلئے وہ کھڑے ہوتے ہیں، اللہ کی مدد سے اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ حق پرستوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں، مگر آخران کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے۔ علمی حیثیت سے حجت و برہان میں وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں لیکن مادی فتح اور ظاہری عزت و رفعت بھی، آخر کار انہی کو حاصل ہوتی ہے، سچائی کے دشمن کبھی معزز نہیں رہ سکتے، ان کا علو اور عروج محض ہنڈیاں کا جھاگ اور سوڈے کا ابال ہوتا ہے، انجام کار مومنین کے مقابلے میں، ان کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ان سے اپنے اولیا کا انتقام لئے بدوں نہیں چھوڑتا، لیکن واضح رہے کہ آیت میں جن مومنین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے، شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مومن اور رسول کے متبع ہوں

"کما قال اللہ تعالیٰ: وانتم الاعلون ان کنتم مومنین" (ال عمران)

"مومنین کی خصلتیں قرآن میں جابجا مذکور ہیں، چاہیے کہ مسلمان اس کسوٹی پر اپنے آپ کو کس کر دیکھ لیں"

ویوم یقوم الاشھاد (اور جب کھڑے ہوں گے گواہ) کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں:

"یعنی میدان حشر میں جب کہ اولین و آخرین جمع ہوں گے حق تعالیٰ اپنے فضل سے "علی رئوس الاشھاد" ان کی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائے گا، دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے، وہاں ذرا بھی ابہام و التباس باقی نہ رہے گا۔"

الغرض ایمان کے ساتھ متصف رہنے والے مسلمانوں کو دنیا میں بھی ذلت و رسوائی کا سامنا نہ ہوگا، اسلئے ایمان کو مضبوط کرنے اور اسکے تقاضے پر عمل کرنے کی شدید ضرورت ہے صحیح ایمان کے ساتھ خدائے کریم کی نصرت کبھی پیچھے نہیں رہتی، خواہ وہ اللہ کی حکمت و مشیت کے تحت کچھ وقت کیلئے موخر ہو جائے لیکن آکر رہتی ہے اسلئے کہ آپ دیکھ چکے کہ وہ اپنی کتاب کی محکم آیتوں میں اسکا وعدہ کر چکا ہے اور یہ بھی کہہ چکا ہے کہ وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے عزت و سربلندی اپنے لئے اور اپنے رسول ﷺ کے لئے اور آپؐ کے ماننے والوں کیلئے ہی مقدر کی ہے۔ ارشاد ہے: وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین (المنافقون/۸)

"اور زور تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا اور ایمان والوں کا۔"

یعنی اصلی اور ذاتی عزت تو اللہ کی عزت ہے، اس کے بعد اسی سے تعلق رکھنے کی بہ دولت، درجہ بہ درجہ رسول کی

اور ایمان والوں کی لہذا وہ کب گوارا کرے گا کہ اہل ایمان اور اسلام کے نام لیوا اور اس کے لئے جان چھڑکنے والے ذلیل وخوار ہوں۔ دشمن خواہ تعداد اور سامان ضرب وحرب اور سازش کے ذرائع اور مکر وفریب کی فراوانی میں چاہے قارون ہوں، لیکن سرخ روئی وسربلندی صرف اس کے دین کی نصرت کرنے والوں ہی کا نصیبہ ہے۔ ظاہر بین اور سطحی نظر رکھنے والوں کا تو یہی شیوہ ہے کہ وہ ظاہری ساز وسامان ہی کو دیکھ کر کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ کرتے ہیں، اہل ایمان ظاہری اسباب کو ہی فاعل حقیقی نہیں سمجھتے اور ان کا اپنے رب کے اس ارشاد پر ہمیشہ یقین کامل ہے کہ:

ومن یتول اللہ ورسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغلبون (المائدۃ/۵۶)

''اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور ایمان والوں کو، تو اللہ کی جماعت ہی سب پر غالب ہے''

نیز اس ارشاد پر کہ: الا ان حزب اللہ ھم المفلحون (المجادلۃ/۲۲)

''سنتا ہے جو گروہ ہے اللہ کا وہی مراد کو پہنچے۔''

نیز اس ارشاد پر کہ: ألا ان حزب الشیطن ھم الخسرون (المجادلۃ۔۱۹)

''سنتا ہے جو گروہ ہے شیطان کا وہی خراب ہوتے ہیں۔''

ہاں اگر مسلمان، اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ وفاداری میں سچے ہوں اور تعلق مع اللہ میں کھرے ہوں تو ان کی زور آوری، قدرت اور غلبہ میں کوئی شبہ نہیں، حق تعالیٰ کا پر زور اور واضح اعلان ہے:

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز (المجادلہ/۲۱)

''اللہ لکھ چکا کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول۔ بیشک اللہ زور آور ہے زبردست ہے۔''

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں:

''یعنی اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہے اور اپنی پہلی کتاب میں لکھ چکا ہے اور اسے اپنی تقدیر کا حصہ بنا چکا ہے جس کے نہ تو خلاف کیا جاسکتا ہے، نہ اس کے آڑے آیا جاسکتا ہے نہ اس میں تبدیلی کی جاسکتی ہے کہ نصرت وحمایت دنیا و آخرت دونوں جگہ اس کے لئے، اس کی کتاب کیلئے اس کے رسولوں کے لئے اور اسکے مومن بندوں کیلئے مخصوص ہے اور انجام خیر محض متقیوں کا نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ارشاد فرمایا کہ (ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں اور جب کھڑے ہوں گے گواہ، جس دن کام نہ آئیں گے منکروں کو ان کے بہانے اور ان کو پھٹکار ہے اور ان کے واسطے برا گھر...... المومن ۵۱،۵۲) اور یہاں فرمایا اللہ لکھ چکا ہے کہ میں غالب ہوں گا اور میرے رسول۔ بیشک اللہ زور آور ہے، زبردست) یعنی زور آور اور زبردست اللہ لکھ چکا ہے کہ دشمنوں پر وہی غالب رہے گا۔ یہ محکم تقدیر الٰہی اور اٹل فیصلہ خداوندی ہے کہ اچھا انجام اور نصرت وحمایت دنیا وآخرت دونوں جگہ مومنین کے لئے خاص کر دی گئی ہے۔'' .... (جاری ہے)

(قسط نمبر ۳)

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، ملتان

ازدواجی تعلقات اور
شوہر بیوی کیلئے ضروری تنبیہات و ہدایات
(تنبیہ الزوجین)

محرمات کی تکمیل اور نکاح کی ترغیب:

محرمات میں جو عورتیں شامل ہیں ان میں تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہن، باپ کی منکوحہ، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں، ساس، بیوی کی لڑکیاں، بیٹوں کی بیویاں، دوسگی بہن، شادی شدہ عورتیں، رضاعی مائیں اور رضاعی بہنیں شامل ہیں۔

ان تعلقات کی حرمت قائم کر کے اسلام نے ان کو صنفی میلان سے اس قدر پاک کر دیا کہ ان رشتوں کی جانب مرد اور عورت تصور بھی نہیں کر سکتے کہ ایک دوسرے کی طرف کسی قسم کی صنفی کشش رکھ سکیں۔ بے ضابطہ صنفی تعلق کو حرام قرار دے دیا گیا۔ قرآن نے اب ان عورتوں کی حرمت بیان فرمادی جو کسی کے نکاح میں ہوں۔ اس کا نکاح کسی اور سے نہیں ہوسکتا۔ تاوقتیکہ کہ با قاعدہ طلاق یا بعد وفات شوہر نکاح سے جدا ہو۔ اور عدت طلاق یا عدت وفات پوری نہ ہو جائے۔ اس وقت تک کوئی نکاح نہیں ہوسکتا یہ سب اللہ کے حکم ہیں اور اس کی پابندی ہر مسلمان پر لازم ہے۔

نکاح، طلاق اور مہر کے معاملات ہم الگ موقع پر بحث کریں گے مگر یہاں یہ بات ضرور واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مغربی معاشرہ میں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ امریکہ میں طلاق، نکاح، غیر نکاح کی اولاد، عورتوں کی زچگی کی تعداد پر اگر نظر ڈالی جائے تو آنکھیں کھلی رہ جاتی ہیں۔

ہم سال ۱۹۹۰ء میں امریکہ میں تھے۔ اپنی ایک تھیسیس مکمل کرنے کے لئے اعداد و شمار محکمہ شماریات اور اسپتالوں سے جمع کئے۔ ملاحظہ کریں۔

۱۹۵۰ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد چودہ اعشاریہ ایک فی ہزار تھی۔

۱۹۸۸ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد بڑھ کر چونتیس اعشاریہ چار فی ہزار ہوگئی۔

۱۹۵۰ء میں اسقاط حمل کی تعداد گیارہ لاکھ بارہ ہزار تھی۔

۱۹۸۸ء میں اسقاط حمل کی تعداد بڑھ کر پندرہ لاکھ اٹھاسی ہزار پانچ سو کیاسی ہوگئی۔

ان اعداد و شمار کو دیکھ کر امریکہ میں اس معاشرے کی بے لگام جنسی کرب و اختلاط مرد و زن سے پیدا ہونے

والی حالت کا اندازہ کریئے یہ ہے اس ملک کی کیفیت جہاں خواتین کا عالمی دن منانے کی ابتدا ہوئی تھی۔تا کہ بے لگام عورتیں مردوں کے ساتھ گلچھرے منا سکیں۔مزید اعداد و شمار ملاحظہ کریں۔

۱۹۸۸ء میں غیر شادی شدہ ماؤں کی اولادیں:

۱۵ سال سے کم عمر کنواری ماؤں کی اولادیں: نو ہزار نو سو سات بچے جن کے باپ کا اندراج نہیں

۱۵ سال سے ۱۹ سال کے درمیان کنواری ماؤں کے بچے...... تین لاکھ بارہ ہزار چار سو نواسی پیدا ہوئے۔بس ۔ ۔ باپ کا اندراج نہیں...... ۲۰ سے ۳۰ سال کے درمیان کنواری ماؤں کے بچے: پانچ لاکھ سینتالیس ہزار دو سو ستر پیدا ہوئے۔جن کے باپ کا اندراج نہیں...... ۴۰ سال سے زائد عمر کی کنواری ماؤں کے بچے: چھ ہزار تین سو اکتالیس پیدا ہوئے۔ جنکے باپ کا اندراج نہیں۔

ان کنواری ماؤں میں سے چون فیصد گوری مائیں تھیں اور بیالیس فیصد کالی مائیں تھیں۔

یہ سب حرامی بچے تھے۔جن کے باپوں کا کوئی پتہ معلوم نہیں تھا جواب پل کر جوان ہو گئے ہوں گے۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے ملک میں بھی خواتین ایسا ہی ماحول چاہتی ہیں۔جہاں غیر مردوں کے ساتھ آزادی کے ساتھ نشست و برخاست ہوتی رہے اور اس اختلاط مرد و زن کے نتیجے میں وہی صورت حال پیدا ہو جائے جس کو اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

دورِ جدید کے میڈیا کی عورت

موجودہ دور میں تمدن جدید نے جو مسائل پیدا کر رکھے ہیں ان میں سرفہرست مسئلہ جدید معاشرے میں عورت کی حیثیت ہے۔جس کو مغربی میڈیا کی دیکھا دیکھی ہمارے ملک کے میڈیا نے بھی حقوق کے نام پر مراعات کو اچھالنا شروع کر دیا ہے کہ بے چاری عورت خود پریشان ہو کر رہ گئی کہ اس کی حیثیت کیا ہے۔یہ نہیں سوچتے کہ حق تو سب مانگتے ہیں مگر یہ جانتے کہ حق لینے والے کے بھی کچھ فرض ہوتے ہیں۔مگر میڈیا والے کبھی حق کی بات نہیں کرتے۔ اس طرح فرض اور واجبات کا کالم خالی چھوڑ دیتے ہیں۔لہذا دونوں صورتوں میں افراط و تفریط نظر آتی ہے۔یہ عورت کے ساتھ انصاف نہیں کہ اس کو اس کے اصل دائرکار سے ہٹا کر اس کے فرائض منصبی سے غافل کر دیا جائے۔اس کا نتیجہ تمدن اسلام کی بربادی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔کیونکہ عورت اور مرد دونوں تمدن کی گاڑی کے پہیے ہیں ایک پہیہ پنکچر ہو جائے تو گاڑی نہیں چل سکتی۔

ماہرین حیاتیات:

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا عورت اور مرد جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی حیثیت میں برابر ہیں۔ظاہر ہے کہ حقیقت ایسی نہیں ہے۔ماہرین حیاتیات کی تحقیق کے مطابق عورت جسمانی، عقلی طور پر مرد کی بہ نسبت کمزور ہے۔اس

لئے نہیں کہ وہ مردئی مطیع ہے یا دست نگر ہے بلکہ اس کا وظیفہ طبعی اس سے زیادہ قوت کا متحمل نہیں ہو سکتا جو فطرت نے اس کے سپرد کیا ہے۔ لہذا عورت مرد کے ہم پلہ بننے کی لاکھ کوشش کرے۔ وہ اس کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتی۔ جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا کہ عورت کا دماغ مرد کے دماغ سے جسامت میں چھوٹا ہوتا ہے۔ جس کا اثر عقل وشعور پر پڑتا ہے۔ ہی وہ قوائے عقلیہ کا سرچشمہ ہے جس سے مرد کا پلہ عورت سے بدرجہا بڑھا ہوتا ہے۔ دماغوں کا یہ اختلاف کسی خاص بگہ، قوم یا نسل سے تعلق نہیں رکھتا، بلکہ ہر قوم، نسل، ہر ملک میں موجود ہے۔ اس میں متمدن اور غیر متمدن کی کوئی تمیز نہیں ہوتی۔ یورپ امریکہ کے ترقی یافتہ اور شائستہ ترین باشندوں میں ہوتا ہے اور وحشی ترین اقوام میں بھی پایا جاتا ہے۔ یہ ریسرچ بھی امریکہ اور یورپ کے ماہرین حیاتیات نے کی تھی کہ عورت کی عقلی قوت مرد کے مقابلہ میں کمزور ہوتی ہے۔

تمدنی خرابیاں:

امریکہ میں بھی تمدنی خرابیوں پر غور وخوض شروع ہو چکا ہے۔ ایک ماہر نفسیات ڈاکٹر ایل سی نارش اپنے ایک مقالے میں لکھتا ہے۔ عورت کی حیثیت کو مرد کے مساوی اور تمدنی آزادی کے نظریات وتحریکات کے فروغ کے باعث یورپ اور امریکہ کے ممالک ہیں اور یہاں جو اس سے خوفناک نتائج رونما ہو چکے ہیں ان کا "گیر بیک" لگنا ناممکن نظر آتا ہے جن سے افسوسناک حد تک معاشرتی، تمدنی، اخلاقی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں کہ ان سے دانشوران امریکہ پریشان ہیں، اور علاج سے کمی کسی کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ ایک مکمل نظام حیات ہے اور انسان کی ہر شعبہ زندگی میں فکری وعملی رہنمائی کرتا ہے۔ مگر ان کو سفاک لوگوں نے محض نماز، روزہ، عمرہ، حج بیت اللہ کا مذہب بنا دیا ہے۔ ہمارے دینی رہنما حضرات۔ علمائے وقت کو قوم کی اصلاح احوال کی چنداں ضرورت نہ رہی۔ خالی نعروں اور وعظوں سے کام لیتے رہے۔ جذباتی نعروں سے فضا کو مخاصمت اور محاذ آرائی سے دوچار کر رکھا ہے۔ چار سو ایک افراتفری کا عالم ہے جس سے پوری قوم کو شدید اعصابی تشنج اور اندیشہ ہائے سود وزیاں نے لپیٹ رکھا ہے۔ اس تناظر میں ہمارے علماء حق پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے مگر

تکیہ تھا جن پتوں پر وہ پتے ہوا دینے لگے

ہمارے ملک میں بھی تمدنی خرابیاں مغربی لاعلاج تہذیب جدید کا ناسور بن چکی ہیں جو ماہرین سوشیولاجی، آزادی نسواں کے علم برداروں کے اقوال کی روشنی میں اس بے بنیاد نظریئے کو رد کر چکے ہیں۔ یہ تہذیب کی وہ آگ ہے جو مغربی کے ممالک سے اٹھ کر مشرقی ممالک کو جھلسانے لگی ہے۔

آپ یقین کریں کہ اسلام کے قوانین میں ان یہودی، نصرانی اور قدیم قوموں کے تمدنی قوانین کی طرح نہ افراط ہے نہ تہذیب جدید کے قوانین کی طرح تفریط ہے۔ جو عورت کو سبز باغ دکھا کر اس کو گھر سے بے گھر کرنے اور

اس کو در بدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور کرنا چاہتی ہے۔ دراصل نہ تو خود مرد ہی اپنی جگہ پر مکمل ہے اور نہ عورت اپنی جگہ پر کامل ہوسکتی ہے۔ بلکہ ان دونوں کے ملاپ ہی سے ایک کامل وجود عمل میں آتا ہے۔ علامہ فرید وجدی کی کتاب 'مسلمان عورت' میں عمدہ بات لکھی ہے وہ لکھتے ہیں ''عورت کو وہ قوتیں عطا کی گئیں ہیں جو اس کے قدرتی فرض کی انجام دہی میں مددگار ہیں اور مرد کو جسمانی و عقلی قوی کی وہ طاقت بخشی گئی ہے جو اسے تمدنی فرائض کی بجا آوری کا ذریعہ بناتی ہے۔ پس اس حیثیت سے دونوں جنسوں کا درجہ مساوی ہے اور دونوں نظام کائنات میں برابر کا حصہ رکھتے ہیں۔

عورت اور تلاش معاش:

عورت بیوہ ہونے کی صورت میں یا شوہر کی تنگ دستی کی یا کسی بہت ہی مجبوری کی بناء پر تلاش معاش کرسکتی ہے یا جبکہ عورت کا کوئی کفیل اور سہارا موجود نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کی حکیمانہ شریعت میں اس باب میں کسی قسم کی ممانعت نہیں آتی بلکہ صحابہ کرام اجمعین کے بعض واقعات کی روشنی میں کافی رہنمائی مل جاتی ہے مگر یہ نہیں کہ اس شخص یا انفرادی ضرورت کو پوری قوم پر اجتماعی حیثیت سے مسلط کردیا جائے۔ مگر کسب معاش حاصل کرنے کی صورت میں بھی عورت پر دو قسم کی پابندیاں عائد ہوتی ہیں ایک یہ وہ اپنے اصل دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے گھر' اپنے شوہر' اپنے بچوں کے حقوق ادا کرتی رہے۔ دوسرے اسلامی ضابطہ اخلاق کے مطابق تمام تہذیبی و تمدنی پابندیوں کو اپنے اوپر عائد کرتی ہو۔

کسب معاش کا میدان:

عام طور پر دیکھا یہی گیا ہے کہ وہ عورتیں جو آج کل معاشی میدان میں کود کر مردوں کے شانہ بشانہ مردوں کی مسابقت کررہی ہیں وہ تمام اسلام کی ضابطہ حیات سے آزاد ہو جاتی ہیں اور گھریلو ذمہ واریوں سے آزاد ہو جاتی ہیں جسکی وجہ سے طرح طرح کے معاشرتی مفاسد پیدا ہورہے ہیں۔ یہ ایک ایسا چکر ہے جس میں عورت پھنس کر عورت' عورت نہیں رہتی۔ کیونکہ معاشرے میں وہ مردوں کے ساتھ آزادانہ میل جول کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے۔ جو تمام فتنوں کی جڑ ہوتی ہے۔ اسلام کی اصل بنیاد عورت کیلئے پردے اور حجاب میں رہنے کا حکم ہے اور ہر قسم کے غیر محرم اور اجنبی مردوں سے میل جول قائم کرنے کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ عورت کو آزادانہ کسب معاش سے روکتا ہے۔

اسلام کسب معاش کی ذمہ داری مرد پر ڈالتا ہے۔ کیونکہ عورت حجاب و پردے میں رہتے ہوئے دیگر اخلاقی و معاشرتی حدود و ضوابط کو برقرار رکھتے ہوئے اپنے دفتری فریضے یا کاروباری امور صحیح طور پر انجام نہیں دے سکتی۔ عورت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ پردہ اس کے لئے کوئی ذلت کی بات نہیں ہے۔ اور نہ اس کے قید ہونے کی علامت ہے بلکہ پردہ تو اسکے تحفظ و ناموس کے لئے ایک ڈھال کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہم قبل ازیں اختلاط مرد و زن کے مہلک نتائج بتا چکے ہیں کہ امریکہ میں اس اختلاط مرد و زن کے نتیجہ میں کس قدر تعداد میں حرامی بچے پیدا ہوئے اور

ہزاروں نہیں لاکھوں کی تعداد میں عورتیں اسقاط حمل کراتی ہیں۔ یہ تو امریکہ کی عورتوں کا نارمل عمل ہے جس کو ہمارے ملک میں بھی خواتین آزادی نسواں کے جھنڈے لے کر لانا چاہتی ہیں۔

عورت کا حقوق:

اللہ کے رسول ﷺ اپنی وفات سے قبل جبکہ زبان بھی پورا کام نہیں کر رہی تھی عورت کے حقوق کے بارے میں تین باتیں ارشاد فرمائیں۔

۱۔ فرمایا کہ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرنا، یہ تمہارے تصرف میں اللہ کے حکم سے ہی آتی ہیں۔

۲۔ فرمایا کہ جو شخص اپنی بدمزاج بیوی کے تکلیف دہ رویہ کو برداشت کریگا حضرت ایوبؑ کے صبر کے برابر ہوگا۔

۳۔ فرمایا کہ جو بیوی اپنے بدمزاج شوہر کی ناگوار باتوں پر صبر کرے گی اسے حضرت آسیہؓ کے برابر ثواب حاصل ہوگا۔ (حجۃ الاسلام۔امام غزالی، احیاء العلوم ج۔۲)

تعلیم نسواں:

یہ مسئلہ روز روشن کی طرح عیاں ہے مگر یہیں مجھے اس سے بھی استنباط کر کے ایک مضمون بیان کرنا مقصود ہے۔ بات یہ ہے کہ عورتوں میں بھی علم دین کے جاننے والیاں ہونے کی ضرورت ہے۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے عورتوں کی اصلاح اور آب یاری آسانی سے ہو سکے۔ کیونکہ مردوں سے علم حاصل کرنے میں عورتوں کی پوری طرح اصلاح نہیں ہو سکتی۔ پہلی بات جو حائل ہونے کا سبب ہے کہ زیادہ سے زیادہ آٹھ نو سال کی لڑکی کو بعد ازاں پردے کی ضرورت ہے اور اسی عمر کے بعد قرآن کی تعلیم مکمل ہو بھی جائے تو بھی کتنی ہی باتیں ہیں جن کی ترجیح معلومات طلب ہوتی ہیں جو لڑکی کو بلوغت میں قدم دھرنے کے بعد ضروری ہیں۔

عورتوں کی دینی تعلیم نامکمل ہونے کا مردوں پر بھی اثر پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو آئندہ مرد بنتے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق و عادات کا برا اثر پڑتا ہے۔ اور لڑکی کی تربیت کے لئے ماں ناگزیر چیز قدرت نے بنائی ہے اس لئے ہمیں ایک ایسی ماں کی ضرورت از بس ضروری ہے جو دین کی باتیں جانتی ہو۔ آج جس لڑکی کو دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ کریں گے کل وہی ماں بن کر اپنی گود میں ایسے بچے پال سکتی ہے جو پردہ میں رہ کر بقدر ضرورت دین کی تعلیم دے سکیں۔ اور اصلاح اولاد اور اصلاح امورِ خانہ داری انجام دے سکیں۔

دل درد آشنا:

اسلام کے سوا یہ بات کسی مذہب میں نہیں کہ توحید اور کلام اللہ اپنی اصلی شکل میں موجود ہے۔ تمام ترقی یافتہ کہنے والے ممالک کے لوگ تسلیم کرتے ہیں کہ چاند اور ستاروں کو مسخر کرنے کے بعد بھی ان لوگوں کو راحت و سکون نہیں ملا۔ اس کی کیا وجہ ہے ان کے قلب ہنوز بے چین ہیں۔ پھر بعض نے علی الاعلان متعین کر دیا کہ ہمارے اندر مذہب کی

کمی ہے اور بعض ابھی تک ''انگشت حیرت درو ہاں'' آسمان کو تک رہے ہیں۔ گو یہ لوگ متعصب نہیں مگر تلاش معاش میں گئے ہیں کیا پتہ ایک دن ان میں بھی حق واضح ہو جائے۔ جو صمیم قلب سے مسلمان ہو گئے۔ ان کا مقولہ ہے کہ ہم کو اسلام لا کر وہ اطمینان نصیب ہوا اور وہ چین حاصل ہوا جو پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

دو واقعات ہم ضرور آپ کو سنا دیں جو حیرت انگیز بھی ہیں اور سبق آموز بھی۔ پہلا واقعہ حضرت اشرف علی تھانویؒ صاحب نے سنایا تھا ایک امریکن جو ریکارڈ (گراموفون کے ریکارڈ۔ یہ واقع تقریباً ایک سو سال پرانا ہے) تیار کرتا تھا۔ ایک دن مسلمانوں کی ''اذان'' کو ریکارڈ کرنے کا تہیہ کیا اس کا یہ عمل صرف تماشے کی غرض سے تھا کہ اپنے ملک میں جا کر سب کو مسلمانوں کی ''چیخ و پکار'' یعنی ''اذان'' سنائے گا مگر کمال ہو گیا۔ جب ریکارڈ تیار ہو گیا۔ وہ انگلینڈ لے گیا اور ''ہز ماسٹر وائس کمپنی'' میں اس کے آخری مراحل مکمل ہو گئے تو اب وہ ریکارڈ سن کر ایسا ہو گیا کہ وہ ریکارڈ کسی کو دینے کو تیار نہ ہوا۔ اور تمام دن ''اذان'' سنتا رہتا۔ دفتر اور گھر والے اسے پاگل کہنے لگے۔ اس کا نام ڈیوڈ تھا چند ماہ بعد وہ خود ''اذان'' دینے لگا اور اپنا نام ''داؤد'' رکھ لیا۔

ایک اور واقعہ آج سے تیس سال قبل کا ہے جب ایک امیر کبیر (امریکن) لڑکی امریکن معاشرے میں پلی بڑھی اور آخر ایک دن قرآن پڑھ کر مسلمان ہو گئی اس کی تفصیل ہمارے پاس موجود ہے ملاحظہ کریئے:

امریکی عورت کی دلگداز کہانی:

یہ لڑکی ۱۹۴۵ھ میں لاس اینجلس میں پیدا ہوئی۔ اس کے والد نہایت کٹر پروٹسٹ عیسائی تھے۔ اس ماحول میں مذہبی ماحول میں ڈھل جانا عجب نہ تھا اسکول میں زیر تعلیم رہی تو غیر نصابی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی اور ''وومین لبریشن موومنٹ'' (تحریک آزادی نسواں) کی زبردست کارکن رہی۔ خوش شکل ہونے کی وجہ سے ماڈلنگ کا پیشہ اختیار کر لیا۔ بڑا پیسہ کمایا بڑا نام ہوا۔ (اس طرح آزادی' بے حیائی' بے شرمی میں نہ جانے کہاں تک پھنس گئی) اچانک اس کی زندگی سے سکون اور چین رخصت ہو گیا اور ماڈلنگ کا پیشہ ترک کر دیا۔ پھر مذہبی اداروں میں مذہبی تبلیغ کو شعار بنا لیا۔

اسلام سے رغبت کا آغاز:

تیس سال کی عمر میں اس لڑکی نے یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔ اس کی کلاس میں مسلمان لڑکے کافی تھے مگر اسے مسلمانوں سے سخت نفرت تھی۔ بچپن سے اسے یہی بتایا گیا تھا کہ مسلمان' جاہل' غیر مہذب' پس ماندہ' عورتوں کے معاملہ میں شوقین اور کئی کئی شادیاں کر لیتے ہیں۔ مگر اپنی کلاس میں اسے تجربہ منفرد ہوا کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ لڑکیوں کے ساتھ بہت مختلف تھا وہ زیادہ 'مکس' (Mix) نہیں ہوتے تھے یعنی بے تکلف نہیں ہوتے تھے۔ اور جب بھی ان کے ساتھ عیسائیت کی خوبیاں بیان کی جاتیں تو وہ لوگ احترام سے سنتے اور بحث مباحثہ کی بجائے مسکرا کر خوش

ہو جاتے۔

وہ لکھتی ہے کہ پھر اس نے اسلام کا مطالعہ شروع کیا تا کہ مسلمانوں کو بحث پر آمادہ کر سکے اور اسلام کے مذہب کی خرابیاں بیان کر سکے۔ اس کیلئے اس نے قرآن کا انگریزی میں ترجمہ خریدا۔ مگر عجب بات ہوئی کہ جوں جوں قرآن پڑھتی اس کی باتیں دل اور دماغ میں جاگزیں کرنے لگیں۔ پھر اس نے تاریخ اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ پیارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے مطالعہ سے اسلام کے بارے میں اس کا نقطہ نظر جو صریحاً ناانصافی پہ مبنی تھا تبدیل ہو گیا۔ آخر کار اس نے ڈینور DANVER کے امام مسجد کے ہاتھوں پر اسلام قبول کر لیا' انہوں نے اس کا نام امینہ رکھ دیا۔

امریکہ میں عورت کا مقام:

وہ لکھتی ہے کہ یورپ اور امریکہ میں اس ایٹمی دور میں بھی عورت کا مقام اب بھی دوسرے درجے پہ ہے۔ وہ مردوں کے برابر کام کرتی ہے مگر معاوضہ ان سے کم ملتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ عدم تحفظ کا شکار رہتی ہے۔ پندرہ برس کی عمر کے بعد والدین بھی اس کی کفالت نہیں کرتے اور پیٹ بھرنے کے لئے اسے خود ملازمت ڈھونڈنی پڑتی ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ اگر خود نہ کماؤ تو والدین یا شوہر اس کو روٹی کھلانے پر راضی نہیں ہوتے۔ شادی شدہ عورت کو ہر وقت طلاق کا خوف رہتا ہے اور طلاق کے بعد نہ والدین نہ بھائی اس کا غم بانٹتے ہیں بلکہ بچوں کی ذمہ داری بھی ماں کے سپرد ہوتی ہے جس کے لئے سابق شوہر بمشکل تیس فیصد خرچ برداشت کر لیتا ہے۔ یعنی اوسطاً پچاس ڈالر بچہ کو ملتے ہیں جس سے بچے کا جوتا بھی نہیں آتا۔

اسلام میں عورت کا مقام:

آگے چل کر بیان کرتی ہے اس کے برعکس اسلام میں طلاق پسندیدہ فعل نہیں ہے اور اس عورت میں اولاد کی کفالت کا ذمہ دار مرد ہے۔ اس ناپسندیدہ فعل کو مسلمان پسند نہیں کرتے۔ اور شادی کے وقت ایک مخصوص رقم مہر کی صورت میں شوہر نقد یا بوقت طلاق عورت کو دینے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔

اسلام میں خاوند کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی شریک حیات کے ساتھ بہتر سلوک روا رکھے اسکی غلطیوں کو معاف کرتا رہے اور خوش خبری دی گئی کہ جو باپ محبت اور شفقت سے اپنے بچوں کی پرورش کرتا رہے اسکو جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

پاکستان کی عورتوں سے خطاب:

یہی محترمہ امینہ ۱۹۹۰ء میں ''انٹرنیشنل یونین آف مسلم وومن'' کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے پاکستان آئیں تھیں اور انہوں نے پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات' لاہور کالج برائے خواتین کی طالبات کو خطاب فرمایا۔

محترمہ نے تکرار کے ساتھ خواتین کو سمجھایا کہ حجاب میں عورت قابل عزت واحترام زیادہ ہوتی ہے۔عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے بچوں کی پرورش کرے اور شوہر کو خوش رکھے۔انہوں نے کہا کہ میں بڑے دکھ کے ساتھ کہتی ہوں کہ میں نے اپنے قیام کے دوران یہی دیکھا کہ یہاں کی عورتین بھی امریکی معاشرے کی طرح اسی رنگ میں رنگی جارہی ہیں ۔جن کے نتائج بڑے ہولناک ہیں ۔امریکی لوگ تو لادین ہیں ۔مگر پاکستان میں تو مسلمان معاشرہ ہے ۔یہاں ایسا کیوں ہورہا ہے ۔اس ملک میں بھی یورپی خواتین کی نقالی میں یہاں کی عورتیں بے حجاب ہورہی ہیں۔ماڈرن ازم کی دلدادہ ہورہی ہیں میں آپ کووارن (انتباہ) کرتی ہوں کہ آپ یورپ کے معاشرے کی تقلید نہ کریں۔وہاں کی خواتین نے آزادی اور مساوی حقوق لئے مگران کودر بدر کی ٹھوکریں ملیں ۔انہوں نے ہر شعبہ زندگی میں مردوں سے مسابقت کا انداز اختیار کیا اور نسوانیت کو ترک کر کے مردوں کی روش اپنالی۔مگرانہیں کیا ملا؟

آج یورپ امریکہ میں عورت سے زیادہ مظلوم کوئی نہیں ۔ وہ فحاشی' عریانی اور عدم تحفظ کا شکار ہے اور جونسوانیت اس کے پاس تھی گنوا بیٹھی۔صبح صبح دفتروں کو بھاگتی ہے دو گھنٹے بھاگ دوڑ کر دفتر پہنچتی ہے وہاں دن بھر اپنے باس (آفسر) کے اشاروں پر ناچتی ہے۔آفیسر کوخوش رکھنا..........اس کی نوکری کی ضرورت ہے۔امریکی خواتین کے بچے ''ڈے کیئر سینٹروں'' میں پلتے ہیں۔ جہاں وہ عدم توجہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور زیادہ تر نفسیاتی مریض بن جاتے ہیں ان پر مجرمانہ حملے بھی ہوتے ہیں۔والدین کی شفقت' نگہداشت سے محروم یہ بچے عموماً منشیات کے عادی ہوجاتے ہیں اوران کے علاوہ وہاں جنسی بیماریاں' سوزاک' آتشک کے علاوہ' مہلک بیماری ''ایڈز'' عام ہے۔جس میں ذہنی انتشار اور ماں کی محبت نہ ملنے کے منہ بولتا ثبوت ہیں۔ میں یہ کہتی ہوں کہ پاکستانی خواتین جو اس معاشرے کو آئیڈیل سمجھتی ہیں یہ ان کی بھول ہے۔(ماخوذ۔ہمیں خدا کہاں ملا۔ڈاکٹر عبدالغنی)

جنتی عورت

۱۹۷۲ء یا ۱۹۷۳ء میں ایک عمر رسیدہ محمد شریف میرے پڑوسی تھے ۔ڈیرہ اسماعیل خان کے کسی قصبہ کے رہنے والے تھے ایک دن انہوں نے ایک واقعہ سنایا تھا جو اس وقت حیرت انگیز لگا۔مگر آج اس واقعہ کے خدوخال پر غور کرتا ہوں تو کانپ کر رہ جاتا ہوں۔محمد شریف اس وقت نویں کلاس میں پڑھتے تھے اور بارہ چودہ سال کے ہوں گے۔ ان کے بقول جنگ جرمن جاری تھی۔یعنی ۱۹۴۵ء سے قبل کا واقعہ ہے ان کے موضع کے قبرستان میں زمین کا تنازعہ ہوا۔ کسی نے ہل چلا کر قبریں مسمار کردیں اور زمین زرعی میں شامل کرنے کی کوشش کی۔اسی دوران ایک قبر ملی جس میں سے لاش نظر آئی لوگوں نے تجسس میں قبر صاف کرنے کی کوشش کی تاکہ قبر درست کردی جائے۔دیکھا تو ایک لاش سامنے تھی جس کا اجلا اجلا کفن بھی میلا نہ ہوا تھا۔لوگوں کو تعجب ہوا کہ اس متنازعہ زمین میں تو دس پندرہ سال سے کوئی مردہ دفن ہی نہیں ہوا۔ایک شخص کہنے لگا کہ اس نے یہاں اس ٹوٹی پھوٹی قبر پر فلاں بوڑھے کو آتے جاتے دیکھا تھا۔مگر اب وہ

بیماری کی وجہ سے عرصہ سے نہیں دیکھا۔ کچھ درد مند لوگ بھاگ کر گئے اور گاؤں میں سے ایک بوڑھے کو پکڑ کر لے آئے۔ جب اس نے قبر دیکھی اور لاش سے کفن ہٹا کر دیکھا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور لاش کو لپٹ کر پیار کرنے لگا لوگوں کے اسرار پر اس بوڑھے نے اس طرح واقعہ سنایا۔

پچاس سال پہلے اس کے باپ نے اس کو شادی کرنے کو کہا باپ کو تو صاف لفظوں میں تو نہ کہہ سکا کہ وہ شادی کے قابل نہیں تھا' ٹالتا رہا' آخر والد کی ضد کے آگے اس نے ہتھیار ڈال دیئے اور شادی ہو گئی۔ شادی کی رات اس نے بیوی کو صاف صاف بتا دیا کہ وہ شادی کے قابل نہیں۔ اب اس کی مرضی ہے کہ اگر جانا چاہتی ہے تو چلی جائے۔ عورت نے سب واقعات سن کر کہا کہ جو اللہ کی طرف سے اس کی قسمت میں جو تھا مل گیا۔ ممکن ہے یہ میرا امتحان ہو۔ میں آپ کی بیوی ہوں آپ کا گھر اب میرا گھر ہے میں واپس نہیں جاؤں گی۔ میری ماں نے کہا تھا اب ڈولی اس کے گھر سے اٹھی رہی' جنازہ تمہارے میاں کے گھر سے اٹھے گا۔

اس نے بتایا کہ اس کا باپ اور بیوی گھر میں رہتے اور وہ محنت مزدوری کرنے گھر سے باہر چلا جاتا۔ ایک دن باپ بھی مر گیا۔ اس کے بعد جب وہ شخص مزدوری کو جانے لگا تو بیوی بولی اب تم گھر سے نکلا کرو تو گھر کے باہر تالا لگا کر جایا کرو تا کہ تمہارے پیچھے گھر میں کوئی نہ آسکے۔ وہ بولا کہ وہ گھر میں بیوی کو بند کر کے محنت مزدوری کو جاتا رہا۔ سمجھ گیا کہ اس طرح اس پاک عورت پر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے گا کہ گھر میں اس کے پیچھے کوئی آتا جاتا ہے۔ اس دوران نہ کبھی اس عورت نے طعنہ دیا' نہ لڑی' نہ اس سے بے رخی برتی۔ بلکہ جب واپس آتا تو روٹی پکا کر' گھر صاف کر کے' کپڑے دھو کر اس کا انتظار کرتی ہوتی۔ اس طرح بیس برس گزار کر وہ عورت مر گئی اب اس واقعہ کو تیس سال گزر گئے۔ مگر اس نے نہ ناغہ کیا' روز قبر پر آتا' دعا مانگتا اس کی بخشش کی بلند مراتب کی۔ اب عرصہ سے بیماری بڑھاپے کی وجہ سے آنا مشکل ہو گیا۔ روتے ہوئے بولا لوگو! دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس صابر عورت کے کتنے مراتب بلند کئے' تیس برس میں اس کا کفن تک میلا نہ ہوا۔ اس کا چہرہ اب بھی ویسا ہی ہے جیسے ابھی سوئی ہے۔ سب لوگوں نے اس جنتی عورت کا چہرہ دیکھا۔

سب لوگوں نے مل کر دوبارہ نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کر دیا۔ نماز جنازہ پڑھ کر ایک اور اسی دن نماز جنازہ پڑھنی پڑی وہ اس کے اس بوڑھے مزدور شوہر کی تھی جو اس عظیم عورت کا شوہر تھا۔ پچاس ساٹھ سال پہلے کی یہ داستان مٹی میں مل گئی۔ ہم سب بھول گئے مگر اللہ تعالیٰ کے کمپیوٹر ڈسک میں اس کی ''سی ڈی'' موجود ہے۔

آئینے کا ایک رخ:

آپ کو آئینے کا دوسرا رخ دکھائے دیتے ہیں جو لوگ مساوات زوجین کے علم بردار ہیں انکو اس زبوں حالی کی ایک جھلک دیکھ لینے میں کوئی ہرج نہیں۔ اگر آپکی بیگم صاحبہ آپ سے مساوات کا دعویٰ رجال و نساء کر ڈالے اور مقابلہ میں آکر سوال جواب کرے تو سچ بتائیں کیسا لگے گا۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ اسکے اہل و عیال اسکے تابع ہوں۔ ازواج

کے دعوے دیکھیں۔ ارے بیبیو سوچو ذرا۔ امامت تمہاری جائز نہیں۔ میراث۔ شہادت۔ ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو۔ نماز با جماعت میں اگر تم کسی مرد کے برابر کھڑی ہو جاؤ تو نماز فاسد ہو جاوے گی۔ جب عبادت میں مساوات نہیں۔ جس میں زیادہ عقل کی ضرورت نہیں تو ایسے معاملات میں کہ جن میں عقل وفہم درکار ہو کیسے برابر ہو سکتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ اگر غیر اللہ کو سجدہ کی اجازت ملتی تو اللہ کے علاوہ شوہر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا

مگر افسوس! تمہاری یہ حالت ہے کہ خاوند سے دبنا نفس کے خلاف ہونے سے عار سمجھا جاتا ہے۔ تم کو دین کا پتہ نہیں۔ تم اس کو صرف سمجھتی ہو کہ وظائف کی کتاب خرید کر وظائف' تسبیحات پڑھتی رہو۔ بیبیو وظائف۔ تسبیحات کا مرتبہ شوہر سے پیچھے ہے۔ فرض نماز کے علاوہ' شوہر کی بغیر اجازت یہ جی نہیں کر سکتی ہیں۔ ہم نے اوپر ڈیرہ اسماعیل خان کی ایک عورت کے حالات زندگی بیان کئے۔ خدارا اس واقعہ کو پڑھیں اور اپنی سہیلیوں اور عورتوں کو سنائیں۔

عورت کا ذکر قرآن میں:

جس طرح مردوں کو کمال دین حاصل کرنے اور اپنی اصلاح کرنے کا حکم حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ وہ حکم عورتوں کے لئے بھی مشترک ہے۔ حضور ﷺ کے سامنے ایک مرتبہ عورتوں کی جانب سے یہ مسئلہ اس لئے درپیش تھا کہ وہ صاحبِ زبان تھیں ہماری طرح عربی نہیں جانتی تھیں۔ وہ عربی زبان میں مذکر ومونث کے صیغوں سے بھی واقف تھیں وہ عورتیں کتنی عظیم تھیں۔ ہمارے اس زمانے کی عورتیں ہوتیں تو کہتیں۔ اچھا ہوا! ہم ان احکام سے بچ گئے یہ تو مردوں کے لئے ہیں۔ مگر اس زمانے کی عظیم مستورات کو اس کا وہم بھی نہیں ہوا اور جانتی تھیں کہ یہ احکام سب کے لئے کامن ہیں۔ گو لفظاً بعض خطاب قرآن خاصِ مردوں کے لئے ہیں۔ بعض عورتوں کے ہی لئے مخصوص ہیں۔ اس پر بھی ان کی تمنا تھی کہ عورتوں کو جدا کر کے بھی خطاب فرما دیا جائے۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا کسی کو اپنے احکام سے مخاطب کرنا ایک بڑا شرف ہے جو مردوں کو حاصل تھا۔ تو ازواج مطہرات کی یہ خواہش اور عام مستورات کی بھی یہی تھی کہ ہم اس شرف سے محروم نہ رہ جائیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

فاستجاب لهم ربهم انی لا اضیع عمل عامل منکم من ذکر او انثی بعضکم من بعض (العمران۔۱۹۵)

یعنی احکام میں کسی کی کچھ تخصیص نہیں جو کوئی بھی عمل کرے مرد ہو یا عورت سب کو اجر ملے گا۔ اور کسی کا عمل ضائع نہیں ہوگا۔

بعض مقامات پر مردوں اور عورتوں دونوں کو خطاب مخلوط طور پر مگر صاف الفاظ میں کیا گیا۔

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقنتین والقنتات والصدقین والصدقات والصبرین والصبرت والخشعین والخشعت

والمتصدقین والمتصدقت والصا ئمین والصائمت والحافظین فروجھم والحفظت والذاکرین الله کثیرا والذکرت اعدالله لھم مغفرۃ واجراً عظیما۔ (الاحزاب۔ ۳۵) ترجمہ: بیشک مسلمان مرد مسلمان عورتیں' ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں' اور فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبرداری کرنے والی عورتیں' راست باز مرد اور راست باز عورتیں' صبر کرنے والے مرد صبر کرنے والی عورتیں' اور خشوع کرنے والے مرد اور خشوع کرنے والی عورتیں' خیرات دینے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں' روزہ رکھنے والے مرد' روزہ رکھنے والی عورتیں' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں' خدا کو بکثرت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں' ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے۔''

اس آیت مبارکہ میں مردوں کا ذکر اور عورتوں کا دونوں کو دوش بدوش کیا گیا ہے۔ دیکھ لیا جائے کہ مشترک احکام میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مرد اور عورتوں کے لئے کچھ تخصیص نہیں۔

البتہ جہاں تخصیص کی ضرورت ہوئی وہاں صرف عورتوں کو ہی مخاطب کیا گیا۔ ان کے واسطے جدا صیغے استعمال کئے گئے تا کہ ان کی تسلی ہو اور ایجاز کلام طول نہ پکڑے۔ ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ یاایھا النبی قل لازواجک .... سراحاً جمیلاً (الاحزاب۔ ۲۸)

۲۔ ینسآء النبی من یات .... علی الله یسیرا (الاحزاب۔ ۳۰)

۳۔ ینسآء النبی لستن .... قولاً معروفاً (الاحزاب۔ ۳۲)

خطاب کا قرآنی اعجاز:

''یاایھا الذین امنو قوا انفسکم واھلیکم ناراً'' (التحریم۔ ۶)

اس ایک آیت کو بطور مثال پیش کرتے ہیں۔ دیکھ لیجئے کہ ایمان والوں (یعنی ہمارے اور آپ کیلئے) صاف صاف حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے خود بھی بچے اور اپنے گھر والوں کو بھی بچاؤ۔ تو اس کا مطلب بھی وہی ہوا۔ ''الرجل راع علی اھل بیتہ'' کہ مرد اپنے گھر والوں کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں۔ قرآن پاک میں جن الفاظ میں اس مضمون کو بیان کیا گیا ہے اس میں رجال کی بھی تخصیص نہیں۔ بلکہ ''یاایھا الذین آمنوا'' میں تغلیباً عورت بھی داخل ہے۔ عورتوں کو عموماً بلکہ مستقلاً خطاب کی ضرورت نہیں پڑی بلکہ مردوں کے ساتھ تبعاً ان کو بھی مخاطب کیا گیا ہے۔ تو جہاں بھی ہے اس قاعدے کے مطابق لازم ہے کہ عورتیں اپنے خاوندوں اور اولاد کو جہنم کی آگ سے بچائیں۔

آپ خوب سمجھ لیں کہ قرآن اور حدیث میں مردوں اور عورتوں کے متعلق جو حقوق ہیں ان کے بارے میں دونوں سے ضرور باز پرس ہوگی۔ دونوں ان احکام کے ساتھ کیا برتاؤ کرتے رہے۔ غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ نہ تو

مردان حقوق کو ادا کر رہے ہیں اور نہ عورتیں! ایک حدیث ملاحظہ فرمائیے اور دیکھئے آپ نے کیا کیا؟

المراۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وولدہ وھی مسئولۃ عنھم (متفق علیہ)

حقوق خانہ داری:

مردوں نے تو عورتوں کے یہ حقوق غیر دانستہ طور پر سمجھ رکھا کہ انہیں کھانے کے لئے روٹی، پہننے کے لئے کپڑا اور رہنے کے لئے مکان کا انتظام کر دیا جائے۔ بیمار ہو گئیں تو دوا دارو کر دی۔ عورتیں اپنے ذمہ یہ حقوق سمجھتی ہیں کہ کھانا پکا دیا، گھر صاف کر دیا اور کپڑے دھو دیئے یا دھلوا دیئے۔ اور گھر کا سامان جھاڑ پونچھ کر رکھ دیا۔ اگر بچہ ہے تو اس کی دیکھ بھال کر لی۔ اور اگر گھر میں ملازم ہے تو پھر اس کے سپرد، انہیں خبر نہیں کہ بچہ پیشاب پاخانے میں لت پت ہے کھانے کو اسے دیا یا نہیں۔ جب خیر سے شوہر کے گھر آنے کا وقت ہوا جلدی سے اٹھیں نوکر پر چیخ پکار کی۔ اگر نوکرانی ہے کھانے کو ٹھیک ٹھاک کرانے کا حکم دیا اور غسل خانے میں تیار ہو کر شوہر کا استقبال کیا۔

مردوں کی کیفیت اور غفلت:

عورتوں کو گلہ ہے "مرد کو گھر کا حاکم" بنا دیا گیا ہے۔ دیکھئے اب یہ کیسا حاکم ہے! ساٹھ ستر سال پہلے تک کا مرد اور تھا آج کے مرد اور اس مرد میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مرد رات کو عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر سوتا تھا۔ علی الصبح اٹھ کر فجر کی نماز مسجد میں پڑھنے جاتا۔ گھر واپس آتا تو دیکھتا بیوی چوکی پر مصلے پر بیٹھی تسبیح و تحلیل میں مصروف ہوتی۔ آج کا مرد اپنی بیوی بچوں کے ساتھ رات بارہ بجے تک ٹی وی کے تمام چینل ختم کر کے دن چڑھے اٹھتا ہے۔ بیگم صاحبہ رات کی تھکان دیر تک اتارتی رہتی ہیں۔ اٹھ کر نوکروں پر چیخ و پکار گھر بھر کو احساس دلاتی ہیں کہ بیگم صاحبہ اٹھ گئیں۔ اس طرح مرد اپنے ذمہ بیوی بچوں کے لئے صرف دنیاوی حقوق کی ادائیگی اپنی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ ان کے ذمہ دین کا بھی کوئی حق ہے۔ عشاء، فجر کی نمازیں نہ خود پڑھتے ہیں نہ بیوی بچوں کو پڑھنے کا حکم دیتے۔ آپ دیکھئے مرد کتنا اپاہج حاکم ہے؟

دفتر سے واپس گھر میں گھسے اپنی میک اپ زدہ بیوی کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ پوچھا کھانا تیار ہے۔ بیوی نے جنبش ابرو سے کہہ دیا کہ ہاں۔ خوش ہو کر اشاروں میں اپنے دل کی بات کہہ دی۔ بیوی نے خم گردن سے ہاں کہہ دیا دونوں میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ ابھی ظہر یا عصر کی نماز پڑھنی ہے۔ انصاف کریئے کہ اگر دوپہر کا کھانا صاحب کی واپسی تک تیار نہ ہوتو آپ کیا طوفان برپا کر دیتے۔ گھر میں کیسا کہرام برپا ہو جاتا۔ نوکر چاکر سب لعن طعن جو بیگم صاحب پر ہوتیں سب تماشہ دیکھتے۔ مگر ظہر کی نماز کے بارے میں جو آپ کو معلوم ہے کہ نہ آپ پڑھی نے بیوی نے نہ بچوں نے نہ نوکروں نے تو آپ نے پوچھنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔ اگر کسی کی بیوی عمر بھر نماز نہ پڑھے تو بھی بہت سے مردوں کو خیال نہیں آتا اگر بہت زیادہ دیندار بھی ہیں تو چلتے پھرتے کبھی بیوی کو کہہ دیا کہ بھئی آپ لوگ نماز پڑھا

لریں۔نماز نہ پڑھنے پر آپ میں سے کوئی اپنے بوی بچوں پر ناراض ہوا۔سوچئے ذرا! اگر کھانا کھاتے وقت آپ کھانے میں نمک زیادہ محسوس کریں تو غصہ میں آنکھیں نکال دیں گے۔کھانا چھوڑ دیں گے اگر ہر مرتبہ اسی طرح نمک زیادہ ہو جائے تو پلیٹ اٹھا کر پھینک دیں گے۔بیوی لاکھ عذر کرے مگر آپ غصہ میں لا پیلے ہوتے رہیں گے مگر آپ کی بار بار فرمائش پر بیوی نماز نہ پڑھے تو آپ کیا کریں گے؟ بس یہی ایک مرتبہ ٹوک کر خوش ہو جاتے ہیں۔سوچتے ہیں کیوں بیکار بات پر بیوی سے ناچاقی کرے۔بیوی سے اگر کوئی پوچھے آپ کا میاں کیوں ناراض ہے تو وہ کہے گی کہ یونہی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں۔ان کی عادت ہے یہ تو میں ہوں جو نباہ کر رہی ہوں۔ جناب سوچئے! آپ کے نزدیک نماز کی اہمیت تو ہانڈی میں نمک سے بھی بہت کم ہے آپ کا بچہ مدرسہ نہیں گیا' آپ کو خبر ہوئی آپ مرنے مارنے کو تیار ہو گئے۔کہیں گے' ابے بڑے ہو کر گھاس کھودے گا۔پڑھے لکھے گا نہیں تو بڑا آدمی کیسے بنے گا۔مگر نماز کے بارے میں ناراض نہیں ہوں گے۔اگر بیوی بچوں کے بارے میں کوئی کہے کہ یہ نماز نہیں پڑھتے تو آپ جواب دیں گے کہ میں تو کہہ کہہ کر تھک گیا' کیا کروں؟ مگر ہانڈی میں نمک کی زیادتی کو کبھی نہیں کہتے کہ بیوی ہانڈی بدمزہ کر دیتی ہے میں کیا کروں؟ ہم جانتے ہیں جو آپ اس کے ساتھ کریں گے۔

عورت کیسی محکوم ہے۔

قرآن اور حدیث سے ثابت کیا جا رہا ہے کہ عورت محکوم ہے اور مرد گھر کا حاکم ہے مگر آپ دیکھ لیں کہ وہ ایسی محکوم نہیں جیسے کوئی ملازم ہے یا آپ کا کوئی غلام یا باندی ہے کہ سر بہ مہر ہے اور صرف آپ کے آگے جی سرکار کہنے اور کر کے دکھانے کے علاوہ اور کوئی بات اسے نہیں آتی نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ایک اچھی بیوی آپ کے برے وقت کی ساتھی ہے۔بیماری' ناداری' مفلسی میں بھی ساتھ رہتی ہے۔اس کا ساتھ آپ کے ساتھ وابستہ ہے اور جنم جنم کا ساتھی ہوتا ہے اس کو بھی تھوڑا بہت بولنے کا کچھ حق ہوتا ہے۔جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورت باندی کی طرح محکوم ہے یہ ان کی خام خیالی ہے۔یہ بات ''کامن سنس'' کی ہے کہ جسے بولنے کا حق ہوتا ہے یعنی پڑوس کی عورت کی طرح نہیں۔بلکہ ایک بیوی کی طرح اس کے بولنے میں ایک خاص ناز و انداز ہوتا ہے جس میں پیار گھلا ہوتا ہے یعنی مجھے مناؤ! میرا نخرہ اٹھاؤ۔ میں تمہارا دم بھرتی ہوں تو میرا ناز نخرہ بھی تم اٹھاؤ۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض مرتبہ ازواج مطہرات (ہم جن کے جوتوں کی خاک کے برابر نہیں) کبھی کبھی ناز میں آکر برابر کے دوستوں جیسا سلوک بھی کر لیتی تھیں۔رائے اور خیال آرائی بھی ہو جاتی تھی۔حضور کی برابری کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا مگر تکرار بھی ہو جاتی تھی۔مگر حضور ﷺ نے اپنی بیویوں پر رعب نہیں ڈالا اور یہ واضح رہے کہ جہاں تک احکام کا تعلق ہے کسی زوجہ محترمہ نے کبھی آپ کی مخالفت نہیں کی۔آپ واقع افک پر غور کریں پورا واقعہ تفصیل طلب ہے۔مختصر یہ کہ جب حضرت عائشہ ؓعنہا بہت غمگین تھیں۔بدنامی الگ ہو رہی تھی۔حالانکہ آپ فرما چکی

تھیں کہ آپ بے گناہ ہیں اور پاک ہیں مگر حضور ﷺ خموش تھے۔ ساتھ نہیں لے گئے۔ جبرئیل علیہ السلام تشریف لاتے ہیں اور برات کا آسمانی پیغام لاتے ہیں کہ حضرت عائشہ پاک ہیں۔ حضورؐ نے یہ پیغام سب کو سنایا۔ سب کے چہرے کھل اٹھے۔ حضرت عائشہؓ کی والدہ نے حضرت عائشہؓ کو کہا اٹھو حضورؐ کو سلام کرو۔ تو معلوم ہے کہ حضرت عائشہؓ نے کیا کہا۔ میں آپ کے پاس خود نہ جاؤں گی۔ (شائد مقصد یہ ہو کہ وہ ہاتھ تھام کے لے جائیں) انہوں نے تو مجھے آلودہ سمجھ لیا تھا۔ اب تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بری کر دیا ہے! سوچئے ذرا۔

حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں خود نہ جاؤں گی۔ کس بنا پر کہے گئے۔ اس کا منشاء وہی ناز ونخرہ تھا۔ جو بیبیوں کو اپنے شوہروں پر دوستی کی بنا پر ہوتا ہے۔ اور واضح رہا کہ شریعت نے ایسے ناز ونخرہ کو جو بیویاں اپنے شوہر سے کرتی ہیں کبھی مواخذہ نہیں کرنے کا حکم دیا۔ اگر ایسا ہوتا تو حضرت عائشہؓ کے ان الفاظ پر حضرت جبرئیل فوراً آ جاتے اور کہتے خبردار! رسول کو ایسا نہ کہو۔ وہ معاملہ رسول اور امتی کا نہ تھا۔ وہ معاملہ ایک بیوی اور ایک میاں کا تھا۔ اس طرح بیوی کا حق ہے کہ ناز ونخرہ شوہر سے کر سکتی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ضرور کوئی قرآنی آیت اس واقع کی تنبیہ میں ضرور آتی اور حضورؐ ضرور اس بات پر ناگواری محسوس کرتے۔

اللہ سے ڈرنے والی بیویاں:

اسلامی فتوحات کا دور شروع ہو رہا تھا۔ مال وزر۔ لونڈیاں مدینہ میں مال غنیمت بن کر پہنچ رہا تھا۔ آپ کی بیویوں نے متعدد بار درخواست کی ان کو خرچ کی بہت کمی ہے پہلے تو وسیلہ کم تھا' مگر اب ہم دیکھ رہی ہیں کہ مدینہ میں غربت ختم ہو رہی ہے۔ اجناس اور سامان خورد ونوش کی ریل پیل ہے۔ ہمیں خرچ کی بہت تنگی ہے۔ کئی کئی وقت کھانے کو کچھ نہیں ہوتا۔ مگر حضور سرور کائناتؐ نے سوکھی کھجور کھا کر اس تنگی کو گوارا کیا۔ کیونکہ مال غنیمت سے لینا آپ کے مذاق نبوی کے خلاف تھا۔ متعدد بار ازواج نے ہر طرح کاوش کی کہ انہیں مالی سہولت مل جائے۔ حضور ﷺ ایسے حالات میں فکرمند بھی رہے مگر تنگدستی کو فراخ دستی میں بدلنے کے لئے مال غنیمت سے کسی بہانے سے مال قبول نہ کیا۔ اسی تنگ حالی کے وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا النبی قل لا ازواجک .... اجراً عظیما (الاحزاب ۲۹۔۲۸)

ترجمہ: ''اے نبیؐ! اپنی ازواج سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو (تو اس صورت میں میرے پاس نہیں رہ سکتی) آؤ میں تمہیں مال متاع دنیا دے کر خوش اسلوبی کے ساتھ رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کی طلبگار ہو تو صبر وشکر کے ساتھ (تنگی کی حالت میں گزارہ کرو) اور نیک اعمال میں سعی کرتی رہو۔ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے یہ آیت حضرت عائشہؓ کو سنائی اور فرمایا کہ تم ابھی چھوٹی ہو (اس وقت ان کی عمر سولہ سترہ سال کی ہوگی) تم جواب نہ دینا اپنے ماں باپ سے ذکر کرو۔ جواب دینے میں انہیں بھی جلدی نہیں

کر۔ نے دینا۔ خوب سوچ سمجھ لینا' مگر معلوم ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کیا فرمایا۔ [illegible] میں [illegible] کا ذکر ماں باپ سے کیوں کروں! میں نے سوچ سمجھ پہلے ہی لیا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور آخرت کو اختیار کر لیا۔ حضور ﷺ نے یہ جواب سنا اور سن کر بہت مسرور ہوئے۔

ایک اور واقعہ ضرور سن لیں کہ بیویوں کے ساتھ اس التفات نظر کی حالت آپ نے پڑھ لیں۔ انہی دنوں جب یہ سب ہو رہا تھا آپ ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ کے لئے بھی یہ گوارا نہ کیا۔ چنانچہ ایک جہاد مین ایک مرتبہ بہت سے غلام اور کنیزیں قیدی بن کر مدینہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے مسلمانوں میں تقسیم کئے۔ آپؐ کی بیٹی فاطمہؓ کو معلوم ہوا۔ آپؓ کے ہاتھ چکی پیس پیس کر' اور کپڑے دھو دھو کر' پانی بھرتے بھرتے' خراب ہو گئے تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے سوچا کہ ابا جان ﷺ کے پاس جا کر ہاتھ دکھاؤں اور عرض کروں۔ اب مجھے ایک باندی دے دیں۔ بیٹی اپنے پیارے باپؐ کے پاس جاتی ہے' درخواست پیش کرتی ہے' ہاتھ دکھاتی ہے مگر حضور اکرم ﷺ نے معلوم ہے کیا فرمایا!

فاطمہ بیٹی میں تمہیں باندی سے اچھی ایک چیز دوں۔ تم رات کو سونے سے پہلے ۳۳ بار سبحان اللہ' ۳۳ بار الحمدللہ' اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اس کا اجر اللہ کے ہاں باندی سے بہتر ملے گا۔ مقابلہ کریئے آج کا کوئی نیک سے نیک' پنج وقتہ نمازی' تہجد گزار شخص بھی اپنی بیوی اور اپنی اولاد سے اس قسم کا سلوک کر سکتا ہے۔

آج کل کی عورتیں:

عورتیں ان باتوں کو نہیں پڑھتیں' نہیں سمجھتیں۔ مگر یہ نہیں جانتیں کہ ملک اور قوم کی بقاء کیا ان کے بغیر ناممکن ہے۔ جو مردوں کے ساتھ جلسے جلوسوں میں شریک ہوتی ہیں۔ اسمبلیوں میں بیٹھ کر ملک اور قوم کے واری صدقہ ہوتی ہیں۔ سولہ سنگھار کر کے مردوں کے ہم بغل نشستوں پر مساوات کے لئے بے چین روح کی طرح تڑپتی رہتی ہیں۔ نہ جانے انکے ساتھ آخرت میں کیا سلوک ہوگا۔ ہزاروں نگاہیں جوان کی جانب ان کے رنگ و روپ دیکھنے کو اٹھتی ہیں ان کا گناہ بھی ان ہی کے سر ہے۔ انہوں نے تو قرآن بھی نہیں پڑھا نہیں تو یہ ضرور پڑھتیں۔ اب پڑھ لیں ہم سناتے ہیں:

''اے نبی کی بیبیوں' تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم تقویٰ کرو تو (نامحرم شخص سے بات کرنے کی) جب ضرورت پڑے ان سے نزاکت سے مت بولا کرو' ایسے شخص کو طبعاً فاسد خیالات آتے ہیں۔ تم لوگ اپنے گھروں میں قرار سے بیٹھی رہو۔ زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح مت پھرا کرو۔ نماز کی پابندی اور زکوٰۃ دیا کرو'' (الاحزاب ۳۳۔۳۲)

عورتیں یہ پڑھ کر کہیں گی کہ یہ تو ازواج مطہرات کو ہدایت تھی۔ ارے بدبختو! جب ہدایت واقعی ان کیلئے تھی اور تم تو ان کی خاک پا کے برابر بھی نہیں۔ تو پڑھ لو تمہارے لئے کیا فرمایا ہے قرآن نے:

''اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرو۔ اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ (النور۔۳۱)

(بقیہ صفحہ 13 پر)

ضیاءالدین لاہوری *

سرسید بیچارہ کیوں قابلِ گردن زدنی ؟

روزنامہ ''دن'' میں جناب پیام شاہجہان پوری نے اپنے کالموں میں ''سرسید احمد خان کا گناہ'' کے زیرعنوان ایک اہم نقطہ نظر پیش کیا ہے' اگر اسے گہرائی میں جا کر دیکھا جائے تو یہ ان لوگوں کے لئے' جو سرسری مطالعے کی عادت رکھتے ہیں۔ برین واشنگ کی ایک دانستہ کوشش محسوس ہوتی ہے جبکہ تحقیقی مزاج رکھنے والوں کے نزدیک ان کے نتائج محض الفاظ کی ہیرا پھیری ہیں۔ موصوف اس سے پیشتر بھی متعدد بار اس موضوع پر طبع آزمائی کر چکے ہیں۔ ان کی مقالہ نما تحریر کا خاص پہلوان کا تحقیقی انداز ہے۔ انہوں نے ایسے فتوے پیش کئے ہیں۔ جن میں ایک مخصوص ٹولے کے قوم دشمن کرتوت بظاہر جائز دکھائی دیتے ہیں۔ دراصل وہ اپنی طرف سے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ انگریزی حکومت کی مخالفت شرعاً حرام تھی۔ دوسرے الفاظ میں برصغیر کے مسلمانوں نے آزادی کی خاطر انگریزوں کے خلاف جو قربانیاں دیں وہ ان کا ایک ناجائز فعل تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ صاف صاف بات کرنے سے گریزاں ہیں ورنہ ان کی نام نہاد تحقیق سے واضح طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آزادی کی جدوجہد میں پاکستان کا قیام' جس کا حصول بہرحال انگریزی حکومت کی مخالفت کے بغیر ممکن نہ تھا' ناجائز ذریعے سے عمل میں آیا' راقم ان کی تحریر کو حسب سابق نظرانداز کر دیتا مگر انہوں نے جو آخر میں سوالیہ چیلنج کر ڈالا کہ کیا کسی کے پاس ان حقائق کا جواب ہے؟'' اس نے مجبور کیا کہ موصوف کی مبینہ تحقیقی کاوشوں کا اصل پس منظر پیش کیا جائے تا کہ سادہ لوح قارئین چیلنج کا جواب نہ پا کر ان کی باتوں کو کہیں حقیقت نہ سمجھ بیٹھیں۔ اخباری کالموں کی تنگ دامنی پیش نظر ہے' جواب میں اختصار کے انتہائی کوشش کے باوجود حقائق کی وضاحت میں ہلکی سی طوالت مجبوری ہے (گو تشنگی پھر بھی محسوس ہوگی کیونکہ محدود ضخامت کے باعث مسئلے کے ہر پہلو پر بحث ممکن نہ ہو سکے گی) ورنہ راقم کے پاس اس قدر مواد موجود ہے کہ موصوف کے زیر تسلط جرائد کے بار بار شائع ہونے والے 1857 کا جہاد نمبر کے جواب میں کئی گناہ ضخیم نمبر تیار کئے جا سکتے ہیں۔

سب سے پہلے یہ بات غور طلب ہے کہ موصوف کو اس دور میں جبکہ برصغیر میں انگریزوں کی غاصب حکمرانی کا نظریہ قبول کیا جا چکا ہے۔ اور 1857ء کی جدوجہد ''جنگ آزادی'' تسلیم کی جاتی ہے' انگریزوں کی حکومت کو جائز ثابت کرنے کی اب کیا ضرورت پیش آ گئی۔ وہ اپنے نظریے کے جواز میں مسلمانوں کی مختلف فرقوں کے علماء کے

---

* الحقائق' ۶/۱۷' آصف بلاک' علامہ اقبال ٹاؤن' لاہور

فتاویٰ پیش کرتے ہیں اور ہوشیاری یہ دکھاتے ہیں کہ انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے اوائل ادوار کے مختلف حالات کے پس منظر میں تحریر کئے گئے فتووں کے نتائج کو زبردستی پیچھے لے جا کر 1857ء پر منطبق کر دیتے ہیں۔ وہ اس جدوجہد کو "فساد" قرار دینے والوں کی شان میں پورے جوش سے رطب اللسان ہیں اور ان کے لئے بڑے معزز القابات تحریر کرتے ہیں۔ وہ فتوے دینے والے علماء کو حوالہ دیتے ہوئے انہیں ممتاز دینی شخصیت، جید عالم، اکابرین، فاضل علماء، بزرگ، شیخ الکل اور بے نفس عالم وغیرہ وغیرہ خطابات سے نوازتے ہیں۔

موصوف نے اپنے مسلک کی حمایت میں انگریزوں کے خلاف جہاد کی ممانعت کے حق میں جن نکات کی نشاندہی کی ہے ان کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں بحث کی وسیع گنجائش موجود ہے وہ ان فتوؤں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان حکومت انگریزی سے وفاداری کا عہد و پیمان کر چکے تھے اس لئے ان کی مخالفت کسی صورت نہیں کر سکتے تھے۔ کون سا عہد و پیمان؟ کس نے کس حیثیت میں یہ عہد و پیمان کیا ہے؟ کہاں کوئی معاہدہ ہوا؟ اس معاہدے کی شرائط کیا تھیں؟ کیا یہ انتظامی نوعیت کی معاہدہ تھا یا اس میں یہ شق بھی شامل تھی کہ ہندوستانی مسلمان انگریزوں کو باضابطہ حکمران تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کے وفادار رہیں گے؟ بفرض محال اگر کسی معاہدے کی خبر گھڑ بھی لی جائے تو کیا انگریزوں نے اس معاہدے کی پاسداری کی یا حدود سے تجاوز کیا؟ اور کیا حدود تجاوز کرنے پر معاہدے برقرار رہتے ہیں؟ پھر جن ادوار میں متذکرہ فتوے لکھے گئے، کیا ان میں کوئی معاہدہ زیر عمل تھا؟ انگریزوں کے مقابلے میں فریق ثانی کون تھا اور کس بنیاد پر وہ فریق برصغیر کے مسلمانوں کی نمائندگی کا حقدار قرار پایا تھا؟ کیا استفسار کرنے والوں اور فتوے دینے والوں نے اپنے سوال و جواب میں مسئولہ نکات کو واقعی مدنظر رکھا؟ صرف یہ کہہ دینے سے کہ "انگریزی حکومت اور رعایا کے درمیان ایمان و پیمان موجود ہے" بات نہیں بن جاتی۔ ان تمام نکات پر بہت کچھ کہا جا سکتا ہے مگر موجودہ نشست میں ان تمام باتوں پر تفصیلی بحث کی گنجائش نہیں۔ ماضی کے تصوراتی عہد و پیمان کی بات کریں تو کل کلاں اگر ہماری کوئی اقلیت خدانخواستہ ہمارے کسی دشمن سے اپنی غلامی کا کوئی معاہدہ کر لے تو کیا پاکستانی مسلمانوں پر اس کی پابندی واجب ہو جائے گی؟

ایک بات راقم کی سمجھ میں ابھی تک نہیں آسکی کہ موصوف ایک خاص مسئلے کے ضمن میں سرسید کے دفاع میں تو بہت فعال دکھائی دیتے ہیں مگر اس بحث میں مرزا غلام احمد قادیانی کا نام تک بھی نہیں لیتے حالانکہ سرسید کی طرح مرزا صاحب بھی بہت مطعون ہیں۔ وہ بھی تو اس معاملے میں اسلام کا نام لے کر وہی کچھ کہتے رہے جو سرسید نے فرمایا تھا مگر موصوف ان کے دفاع میں آگے نہیں آتے۔ اسے تجاہل عارفانہ کا نام دیا جائے یا کوئی خاص مصلحت؟ ایک ہی مسلک کے نہایت ہی قابل احترام علما کے متضاد فتوؤں کی بہت سی مثالیں موجود ہیں البتہ کسی فتوے کے نتائج سے اتفاق یا اختلاف سے قطع نظر یہ امر مسلّم ہے کہ موصوف کے پیش کردہ فتوؤں کی عبارت ان مغالطات اور لعن طعن سے یکسر خالی ہے جو سرسید اور مرزا قادیانی کا طرۂ امتیاز رہا ہے۔ موصوف "1857ء کا جہاد" یا "سرسید احمد خان کا گناہ" کے

عنوانات کے تحت جب بار بار انہی فتوؤں کا سہارا لیتے ہیں تو یہ شک قوی ہو جاتا ہے کہ سر سید کے دفاع کی آڑ میں اصل مقصود مرزا غلام احمد قادیانی کو بچانا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص اس مسئلے پر ''متفق علیہ'' اور حیران کن حد تک ہم آہنگ و ہم زبان تھے۔ اس موضوع پر ان کے اقوال زبان و بیان کی بندش اور طرزِ تحریر کے اعتبار سے اس قدر یکساں ہیں کہ بعض اوقات ان کی بناوٹ ایک ہی کارخانے کے سانچوں میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ بات اس وقت تک نامکمل رہے گی جب تک کہ موصوف کے القابات یافتہ علماء فتوؤں کے مقابلے میں ان دونوں کی یک زبانی کے نمونے پیش نہ کیے جائیں جن کی پردہ پوشی کی خاطر لوگ تحقیق کے نام پر بڑے پُر فریب جال بنتے ہیں۔ 1857ء کے موضوع پر ان حضرات کے اقوال کا ایک خاکہ ملاحظہ فرمائیں۔

قولِ سر سید: ہر ضلع میں پاپی اور جاہلوں کی طرف سے جہاد کا اعلان ہوا............اس زمانہ مین جن لوگوں نے جہاد کا جھنڈا بلند کیا ہے ایسے خراب اور بدرویہ اور بداطوار آدمی تھے کہ بجز شراب خوری اور تماش بینی اور ناچ اور رنگ اور کچھ وظیفہ ان کا نہ تھا (اسباب سرکشی ہندوستان، صفحہ ۶۔۷)

قولِ مرزا قادیانی: 1857ء میں مسلمانوں کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ بجز بدچلنی اور فسق و فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہ تھا (ازالہ اوہام، صفحہ ۷۲۲)

قولِ سر سید: اس ہنگامہ میں نہایت بدمعاش اور جاہل بے علم آدمی، جو مولوی کے نام سے مشہور تھے،............ ان کو تمام اخباروں مین اس طرح پر چھاپا گیا جیسا کہ کوئی سچ مچ کا مولوی اور مسلمانوں کا بڑا عالم اور بڑا خدا پرست ہے .... حالانکہ وہ لوگ محض جاہل اور بے علم اور واہی آدمی تھے۔ کوئی مسلمان ان کو اچھا نہیں جانتا تھا اور ان میں سے کوئی شخص مسلمانوں میں مذہب کی باتوں میں مقتدا اور پیشوا اور مولوی نہ تھا۔ جس قدر کہ اچھے اور خدا پرست اور سچ مچ کے مولوی اور درویش تھے ان میں سے کوئی شخص اس فساد میں شریک نہیں ہوا۔ (لوئل محمڈنز آف انڈیا (۲) صفحہ ۱۰)

قولِ مرزا قادیانی: 1857ء میں جو کچھ فساد ہوا اس میں بجز جہلا اور بدچلن لوگوں کے اور کوئی شائستہ اور نیک بخت مسلمان، جو باعلم اور باتمیز تھا، ہرگز مفسدہ میں شامل نہیں ہوا۔ (براہین احمدیہ (۳) صفحہ ۶۸)

قولِ سر سید: اس ہنگامہ میں کوئی بات بھی مذہب کے مطابق نہیں ہوئی...... ہاں، البتہ چند بدذاتوں نے دنیا کی طمع اور اپنی منفعت اور اپنے خیالات پورا کرنے کے اور جاہلوں کے بہکانے کو اپنے ساتھ جمعیت جمع کرنے کو جہاد کا نام لے دیا پھر یہ بات بھی مفسدوں کی حرامزادگیوں میں سے ایک حرامزادگی تھی، نہ واقع میں جہاد (اسباب سرکشی ہندوستان، صفحہ ۷)

قولِ مرزا قادیانی: جب ہم 1857 کی سوانح کو دیکھتے ہیں اور اس زمانہ کے مولویوں کے فتوؤں پر نظر ڈالتے ہیں جنہوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں، کہ انگریزوں کو قتل کرنا چاہیے، تو ہم بحرِ ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتوے تھے جنہیں نہ رحم تھا نہ عقل، نہ اخلاق نہ انصاف، ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔ (ازالہ اوہام، صفحہ ۷۲۳)

قول سرسید: یہ ہنگامہ فساد جو پیش آیا صرف ہندوستان کی ناشکری کا وبال تھا............ تم نے کبھی خدا کا شکرادا نہیں کیا اور ہمیشہ ناشکری کرتے رہے اس لئے خدا نے اس ناشکری کا وبال تم پر ڈالا۔(سرکشی ضلع بجنور' ص ۱۴۱۔۱۴۲)

قول مرزا قادیانی 1857ء میں مفسدہ پرواز لوگوں کی حرکت کو خدا نے پسند نہیں کیا اور آخر طرح طرح کے عذابوں میں وہ مبتلا ہوئے کیونکہ انہوں نے اپنے محسن اور مربی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا۔ (تحفہ قیصریہ' صفحہ ۱۱)

اس کے علاوہ سرسید نے اپنی تصانیف میں بار بار مجاہدین حریت کو مفسد' حرامزادہ' نمک حرام' غنیم' دشمن' غادر' کافر' بے ایمان' بدذات بدمعاش وغیرہ ناموں سے پکارا۔ میں یہاں پر محترم موصوف ہی کے انداز میں یہ دہائی دینے کی جسارت کرتا ہوں کہ کیا متذکرہ علماء کے فتوؤں کی زبان بھی ایسی گندی تھی؟ لوگو! انصاف کرو' انصاف!

موصوف کالم نگار ایک جگہ فرماتے ہیں: ''یہی موقف سرسید احمد خان کا تھا کہ سلطنت برطانیہ میں مسلمان امن و امان کی زندگی گزار رہے ہیں اور انگریزی حکومت ان کی دینی و معاشرتی امور میں کوئی مداخلت نہیں کرتی اس لئے انگریزوں کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ سرسید کے اس موقف کو بیان کرتے ہوئے موصوف نے بددیانتی سے کام لیا ہے' ممکن ہے کہ ان کا مطالعہ سرسید نامکمل ہو کیونکہ سرسید اس معاملے میں مسلمانوں کے خلاف نہایت سخت رویہ رکھتے تھے۔ ایڈیٹر پایونیر کے نام ایک مکتوب میں انہوں نے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ

''اگر بالفرض گورنمنٹ انگریزی کی جانب سے کچھ دست اندازی بھی ہو تو ان کے حق میں یہ بہتر ہوگا کہ وہ اپنے ملک کو چھوڑ جائیں۔ نہ کہ گورنمنٹ کے مقابلہ میں بغاوت اختیار کریں'' (مکاتیب سرسید احمد خان' ص ۶۶)

اس سے بھی بڑھ کر وہ اپنی تفسیر القرآن میں لکھتے ہیں: ''جو لوگ اس ملک میں جہاں بطور رعیت کے رہتے ہوں یا امن کا اعلانیہ یا ضمناً اقرار کیا ہو اور اگر بوجہ اسلام ان پر ظلم ہوتا ہو تو بھی ان کو تلوار پکڑنے کی اجازت نہیں دی' یا اس ظلم کو سہیں یا ہجرت کریں یعنی اس ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں۔'' (تفسیر القرآن (۱) صلح ۲۳۹) غور فرمائیں کہ انگریز ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ دست اندازی کریں بلکہ بوجہ اسلام ان پر ظلم کریں تو بھی سرسید مسلمانوں کو اس قدر بے غیرت بن جانے کی کوئی دلیل ملتی ہے؟ لوگو! انصاف کرو' انصاف!

آخر میں اس قدر عرض کروں گا کہ کہ موصوف خود علماء کے فتوؤں کی عبارت کا سرسید کی تحریروں سے موازنہ کریں (سرسید کے ''جاسوسی کارناموں'' کا میں نے ابھی کوئی ذکر نہیں کیا) اور پھر یہ فیصلہ کریں کہ کس نے کس حد تک قوم دشمنی یا غداری کا ارتکاب کیا۔ موصوف بار بار اس بات کا گلہ کرتے ہیں کہ صرف ''سرسید غریب کیوں'' ہی قابل گردن زدنی؟ تو عرض ہے کہ اس قبیل میں مرزا قادیانی' میر جعفر' میر قاسم بھی شامل کئے جاتے ہیں حالانکہ یہ لوگ موصوف کے بیان کردہ شرعی تقاضوں کی روشنی میں سرسید سے کہیں زیادہ انگریزوں کے ''باعمل'' وفادار ثابت ہوئے تھے کیا ایسی صورت میں موصوف پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ وہ ان اشخاص کے بھی دفاع کا فریضہ انجام دیں' بھرپور کالم لکھیں اور ''ثواب دارین'' حاصل کریں؟

مولانا ولی خان المظفر *

ترجمہ: مشتاق علی طارق

گوانٹانامو

جہاں جنیوا کنونشن کا جنازہ نکالا جا رہا ہے

یہ بات اب کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ اقوام متحدہ بین الاقوامی مالیاتی فنڈ، عالمی بینک جنیوا معاہدے اور ایٹمی اسلحے پر پابندی کے معاہدے (N-P-T اور C-T-B) صرف مسلمانوں کے خلاف یہود و نصاریٰ کی جنگی چالیں ہی نہیں بلکہ مکر و فریب کے وہ جال ہیں، جو امت محمدیہ ﷺ کو شکار کرنے کے لئے بڑی ہوشیاری سے بچھائے گئے ہیں ان کے کانفرنس ایجنڈے اور معاہدے دھوکہ دہی، سراب اور عیاری کے سوا کچھ بھی نہیں، اس کی تائید بڑی طاقتوں کے بین الاقوامی معاہدوں، تجاویز اور اقوام متحدہ کے منشور کی سراسر مخالفت سے ہوتی رہتی ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بہت پہلے ارشاد فرمایا۔　　(یقولون بافواھم مالیس فی قلوبھم) (الآیۃ)

کشمیر، چیچنیا، بوسنیا اور افغانستان کے حالات آپ کے سامنے ہیں، یہاں خون کے سیلاب اور ظلم و ستم کی کتنی آندھیاں چل رہی ہیں؟ اور ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟ کتنی عورتوں کی بے حرمتیاں کی گئیں؟ کتنے معصوم بچوں اور ضعیف بوڑھوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے گئے؟ اور کتنے مردوں اور پردہ نشین عورتوں کے حقوق کو برباد کیا گیا جن کا کسی بھی قسم کے جرم سے دور کا واسطہ بھی نہ تھا؟ انتہائی افسوس کی بات یہ ہے کہ اس تمام تر ظلم و ستم کے باوجود بھی وہ دشمنوں کے پنجے سے آزادی حاصل نہ کر سکے اور نہ ہی بین الاقوامی کسی قانون نے ان کو حق خودارادیت دیا۔ اس کے برعکس آپ مشرقی تیمور کو دیکھیں کہ انہوں نے بغض و عداوت کی بنا پر ایک مسلم ملک (انڈونیشیا) سے آزادی کی آواز بلند کی ہی تھی کہ کفریہ طاقتیں سرگرم ہو گئیں اور دوسرے ہی دن دنیا کے نقشے پر ایک آزاد اور بااختیار نصرانی مملکت وجود میں آ گئی۔

آپ اسرائیل کو لیجئے کہ جس کا ارض فلسطین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تھا، جی ہاں وہ فلسطین جو پاک پیغمبروں کی سرزمین ہے جو معراج کی سرزمین ہے جس کو دنیا کے اندر ارض مقدس کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ مگر جب ان کفریہ طاقتوں نے چاہا کہ وہاں پر شیاطین الانس یہودیوں کو آباد کرائیں تو ان کی آشیر باد سے ارض مقدس پر اسرائیل کے

---

* نائب مدیر "الفاروق" عربی۔

نام سے ایک یہودی مملکت وجود میں آ گئی۔ ان طاقتوں نے اپنے آپ کو یہودیوں کے فطری شر و فساد سے بچا۔ لئے یہ کیا کہ دنیا کے مختلف نصرانی ممالک میں منتشر یہودیوں کو لاکر یہاں آباد کرانا شروع کر دیا۔ نوبت یہاں پہنچی ہے کہ یہودی فلسطین کے اندر جو بھی فتنہ فساد کریں وہ ملکی سلامتی کے زمرے میں آتا ہے اور اگر فلسطینی مسلمان کوئی آواز اٹھائیں تو پوری دنیا اس کو دہشت گردی کا نام دے دیتا ہے حالانکہ یہودیوں کے مقابلے میں مسلمان نہتے ہیں وہ یہودیوں کے میزائلوں، ٹینکوں، توپوں اور بموں کا مقابلہ غلیلوں اور پتھروں سے کرتے ہیں۔ کے باوجود بھی عالمی سطح پر امن و آشتی کے نام پر چیخنے چلانے والوں کی عقلوں پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

آج فلسطین کے بچوں بوڑھوں مردوں اور عورتوں کو قتل کیا جا رہا ہے ان کے مکانات مسمار کیے جا رہے ہیں ان کی بستیوں کو اجاڑا جا رہا ہے ان کی مساجد کو شہید کیا جا رہا ہے اور ان کو اپنے آبائی وطن سے دیس نکالا دے کر نسلی تطہیر کی جا رہی ہے۔...... دوسری طرف بوسنیا میں جو وحشت و بربریت کا طوفان بدتمیزی برپا کیا گیا مسلمانوں پر مختلف انواع کے مظالم ڈھائے گئے، باپردہ مسلمان خواتین کی جو عزتیں لوٹی گئیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مظلوم مسلمانوں سے نفرت اور ظالم عیسائیوں کیساتھ مل کر یو این او کی افواج نے جو نہایت جانبدارانہ رویہ اختیار کیا اسے تاریخ کی آنکھ نے لمحہ بہ لمحہ محفوظ کر لیا ہے

مذکورہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ ماضی میں بین الاقوامی معاہدوں اور قوانین نے امت مسلمہ کو کبھی بھی ذرہ برابر فائدہ نہیں پہنچایا تو ہم مستقبل میں ان سے فائدے کی کیسے امید رکھ سکتے ہیں جب کہ قرآن حکیم ہمیں آج سے چودہ سو سال پہلے بتا دیا تھا۔ (فقاتلوا ائمة الکفر انهم لا ایمان لهم) (الآیۃ)

اور آج بھی ان کے غیر معتبر ہونے کی واضح مثال کیوبا کے جزیرے گوانٹانامو کے قیدی ہیں جہاں بین الاقوامی دساتیر اور مہذب و ترقی یافتہ کہلانے والے ممالک کے قوانین کو ایسے ہی پامال کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے جیسے کہ امریکی اور اتحادی افواج نے افغانستان میں مظلوموں کے حقوق بالخصوص بے گناہوں کے حقوق کو روندا ہے۔

یہاں ہم جنیوا معاہدے کی چند دفعات کا ذکر کرتے ہیں جو جنگی قیدیوں کے متعلق ہیں تاکہ ان کا قولی و فعلی تضاد واضح ہو جائے۔

دفعہ نمبر 4۔ دوران جنگ یا بعد تک حربی قوتوں کے شکنجے میں قید کوئی شخص جنگی قیدی کہلائے گا۔ محدود معنوں میں وہ شخص جو منظم طور پر فوج سے تعلق رکھتا ہو۔ وسیع معنوں میں وہ گوریلے اور عام شہری جو دشمن کے خلاف مسلح انداز میں برسر پیکار ہوں، جنگی قیدی کے زمرے میں آتے ہیں۔

دفعہ نمبر 12۔ جنگی قیدی کو تحویل میں رکھنے والی قوت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر اس کا علاج کرائے۔

دفعہ نمبر 13۔ جنگی قیدی کے ساتھ نرمی اور شائستگی کا رویہ رکھا جانا چاہیے۔

دفعہ نمبر 15۔ اگر جنگی قیدی بیمار یا زخمی ہو تو تحویل میں رکھنے والی قوت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے اخراجات پر اس
علاج کرائے۔

دفعہ نمبر 16۔ علاج اور دیگر امور کے حوالے سے ناروا سلوک نہ رکھا جائے بلکہ اسی نوعیت کی تیکنیکی اور طبی سہولتیں
بہم کوئی ناگزیر ہوں گی۔ جو تحویل میں رکھنے والی قوت اپنے فوجیوں کو فراہم کرتی ہے۔

دفعہ نمبر 22۔ کے لحاظ سے قیدیوں کی صحت کو مدنظر رکھتے ہوئے رہنے کے لئے صاف اور کشادہ جگہ فراہم کی جانی
چاہیے اور انہیں کوٹھریوں میں ہرگز نہیں رکھنا چاہیے۔

دفعہ نمبر 25۔ بلکہ اگر ہو سکے تو ان کو رہائش کے باقاعدہ کوارٹر مہیا کئے جائیں۔

دفعہ نمبر 26۔ کے تحت جنگی قیدیوں کو مناسب مقدار میں غذا دی جانی چاہیے اور تمباکو نوشی کے عادی قیدیوں کو اس
کی اجازت دی جانی چاہیے کہ وہ تمباکو نوشی کر سکیں۔

دفعہ نمبر 27۔ کے مطابق دیگر بنیادی ضرورتوں میں جنگی قیدیوں کے کپڑوں، جوتوں اور زیر جامہ کا خیال رکھنا چاہیے۔

دفعہ نمبر 28۔ کے مطابق جنگی قیدیوں کے ہر کیمپ میں کینٹین کی سہولت مہیا ہونی چاہیے۔

دفعہ نمبر 41۔ کے مطابق ہر قیدی کیمپ میں جنیوا کنونشن کا متن، ضمیمے اور کوئی دوسرا معاہدہ جو قیدیوں سے سلوک کے
واسطے سے ہو قیدیوں کو سمجھ میں آنے والی زبان مین موجود ہونا چاہیے تا کہ وہ اپنے لئے بنائے گئے بین الاقوامی
قوانین کا مطالعہ کر سکیں۔

دفعہ نمبر 77۔ کے تحت جنگی قیدیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مقدمات کے سلسلے میں وکلا سے بالمشافہ ملاقات
کریں اور تحویل میں رکھنے والی ریاست کی یہ ذمہ داری ہے کہ قیدیوں کو یہ سہولت فراہم کرے۔

مذکورہ بالا تمام دفعات معاہدہ جنیوا کا حصہ ہیں جو اقوام متحدہ کے دستور میں شامل ہے امریکہ اور اس کے تمام
حلیف ہمیشہ اس تنظیم کے قوانین معاہدوں اور فیصلوں کو رکن ممالک میں نافذ کرنے کے لئے ڈھنڈورے پیٹتے رہتے
ہیں لیکن خود عمل کے لحاظ سے صرف صفر ہی نہیں بلکہ انہیں روند ڈالنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھتے!!! ان دفعات میں
سے ایک ایک کو لے کر پڑھئے اور پھر میڈیا میں کیوبا کے قیدیوں کے احوال کا مطالعہ و مشاہدہ فرمائیے۔ اندازہ ہوگا کہ
ان استعماری قوتوں کے قول و عمل میں کتنا بڑا زمین و آسمان کا تفاوت ہے۔!!!

موجودہ حالات میں ہم نیویارک اور واشنگٹن مین ہونے والے دھماکوں کے بعد کے واقعات کو دیکھیں تو
معلوم ہوگا کہ امریکہ پر اپنے تکبر اور غرور کے زعم میں ایک جنون سوار ہو چکا ہے اس نے افغانستان جیسے پسماندہ،
مصیبت زدہ اور مظلوم شکستہ چور چور ملک پر بغیر کسی دلیل کے حملہ کیا اور ہر قسم کے ہتھیار چاہے وہ کیمیاوی ہوں یا غیر
کیمیاوی استعمال کئے اور دوران جنگ بنی نوع انسان میں کوئی بھی تمیز نہ کی اور نہ ہی عسکری مقامات اور مساجد اور

اسپتالوں میں کوئی فرق ملحوظ خاطر رکھا بلکہ اندھا دھند بمباری جاری رکھی۔ دوران جنگ تسلیم ہونے والے افراد کو جنگی قیدی بنایا اور تین سو کے لگ بھگ قیدیوں کو انتہائی بدتر حالت میں گوانٹانامو جزیرے پر منتقل کر دیا۔ امریکیوں نے ان قیدیوں کے پیروں میں بیڑیاں ڈالیں ان کی داڑھیوں کو مونڈا اور ان کے ہاتھوں کو پشت کی طرف سے باندھ دیا ان آنکھوں پر کالی پٹیاں باندھ کر ان پر کالی عینکیں چڑھا دیں ان کے کانوں کو روئی سے بھر دیا اور پھر ان کو ایسے پنجروں میں رکھا جو طول و عرض میں بھی ان سے چھوٹے ہیں۔

کیا یہ سب کچھ بین الاقوامی قوانین اور معاہدوں کی صریح خلاف ورزی نہیں؟ بالخصوص جینوا کنونشن کے لیکن غصہ جنون میں تبدیل ہو چکا ہے جہاں عقل کی کوئی قیمت نہیں رہتی۔ پاگل پن کی دہلیز پر تمام قاعدے کلیے، اخلاقی اقدار بین الاقوامی قوانین معاہدے اور دساتیر ذبح کر دیئے گئے ہیں اور ان تمام معاہدوں کی دفعات اور شقیں کسی بھی معنی اور مقصد سے یکسر کھوکھلی ہو کر رہ گئیں۔ آئے دن انسانی حقوق کی رٹ لگانے والا آج انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں سب پر سبقت لے گیا جو نہ تو انسانی حقوق کی ابجد سے واقف ہے اور نہ ہی رحم و نرمی جیسے الفاظ اس کی لغت میں ہیں گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد اس دنیا میں جنگل کا قانون چل رہا ہے جہاں جو جتنا خون خوار ہوتا ہے اسی کا راج ہوتا ہے۔

قدیم فضلاء کا امتحان

وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ ۲۷ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ بمطابق ۹ جون ۲۰۰۲ء بمقام مرکزی دفتر وفاق المدارس ملتان میں قدیم فضلاء کے امتحان کے سلسلہ میں متفقہ طور پر طے پایا کہ ۱۴۱۵ھ یا اس سے پہلے کے فضلاء کیلئے ۴۔ اگست ۲۰۰۲ء بروز اتوار مرکزی دفتر وفاق المدارس میں امتحان ہوگا اور سوالیہ پرچہ صحاح ستہ سمیت شہادۃ العالمیہ کی تمام کتب پر مشتمل ہوگا تاہم حسب سابق ایک پرچہ ہوگا۔ شرائط داخلہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ امیدوار جس مدرسہ کا فارغ التحصیل ہو وہ "وفاق" سے ملحق ہو اور "وفاق" کے ریکارڈ میں نیک نامی رکھتا ہو۔
۲۔ مدرسہ کے ریکارڈ کے مطابق سند صحیح ہو اور دورہ حدیث شریف کی باقاعدہ تعلیم اور امتحان کے بعد جاری کی گئی ہو۔
۳۔ اس سند کے صحیح ہونے کی تصدیق متعلقہ مدرسہ کے مہتمم، شیخ الحدیث، صدر مدرس یا ناظم تعلیمات نے کی ہو نیز ان کی تصدیق بلا تاخیر رکن عاملہ یا مسئول بھی کریں۔
۴۔ داخلہ فیس -/2000 روپے نا قابل واپسی ہوگی اور فارم داخلہ کے ساتھ جمع کرانا لازمی ہوگی۔
۵۔ درخواست داخلہ مرکزی دفتر "وفاق" کے پتہ پر بھیجی جائے
۶۔ داخلہ کی آخری تاریخ ۲۰ جولائی ۲۰۰۲ء ہوگی۔

واضح رہے کہ اگر قدیم فاضل کا تعلق کسی غیر ملحق مدرسہ سے ہے تو اس مدرسہ کیلئے امیدوار کی درخواست بھجوانے سے قبل "وفاق" کے ساتھ اپنا الحاق منظور کروانا لازمی ہے۔

(مولانا) محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب. حافظ محمد سلمان الحق انوار

توبہ ایمان اور عمل صالح

گزشتہ جمعہ کو آیات میں ذکر کردہ تین امور میں دوسرا اور تیسرا مرتبہ ایمان و عمل صالح کا ہے۔ مسلمان کی اخروی و دینوی فلاح و کامیابی ان دونوں سے مشروط ہے مگر افسوس کہ اب ہم نام کے مومن اور پارسا ہیں اگر کسی میں کچھ سا ایمان موجود ہے تو عمل صالح کا فقدان ہے اگر چند میں عمل صالح کا شائبہ ہے تو کما حقہ ایمان معدوم ہے حالانکہ یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں ہر ایک کے غیر موجودگی میں دوسرا بھی معدوم ہے۔

ایمان اور عمل صالح کا تلازم:

قرآن مجید میں بار بار ایمان کے ساتھ عمل صالح کا ذکر اس بات کا ثبوت ہے کہ ایمان کے ساتھ عمل صالح کا موجود ہونا ضروری ہے' ایمان صرف زبان سے اللہ کو ایک ماننے کا نام نہیں اسلام ایک ایسا دین فطرت اور روز قیامت تک مشعل راہ مذہب ہے کہ اس میں افراط ہے اور نہ تفریط' کہ انسانی نجات صرف ایمان پر ہی موقوف رکھی جائے جو کہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے اور نہ صرف ایمان سے خالی نیکوکاری کا نام ہے جیسا کہ بعض ادیان باطلہ کا عقیدہ ہے بلکہ ایمان کا مفہوم و معنی یہ ہے کہ دل مکمل طور پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے۔

کارساز ما

اور یقین محکم ہو کہ اللہ تعالیٰ سارے کمالات واختیارات کا مرکز و منبع ہے نہ کہ طاقت و کمالات کا سرچشمہ عوام اور مادی امور کو قرار دیں' جو چیز مانگنی ہے اسی سے مانگنی ہے عبادت صرف اسی کی کرنی ہے۔ وحدہ لاشریک مانیں۔ نفع و نقصان کے مالک اسی کو جانیں۔ جلوت و خلوت میں غیر اللہ سے اپنی توجہ ہٹا کر صرف اسی کی برتری و حاکمیت کو تسلیم کیا جائے۔ رگ و ریشہ میں اس کی محبت رچ بس جائے۔ ہم اسلام و ایمان کو صرف اپنی شناخت کے لئے بطور ایک علامت یا ذکر استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام و ایمان کو صرف ایک نام کی حیثیت حاصل نہیں بلکہ یہ نام ہے مخصوص اعتقادات' عبادات' اخلاق و اعمال کا انہی عقائد و عبادات کی حدود و دائرہ میں رہ کر ایک شخص مسلم و مومن کامل بن سکتا ہے۔ ورنہ اگر

صرف جاننا ایمان کی نشانی ہوتی تو فرعون و کفار مکہ بھی جانتے تھے کہ آسمان و زمین کا خالق و مالک رب العالمین ہے مگر ان کا عمل اس تصور کے خلاف ہوتا جس کی بناء پر وہ کافر و مشرک ٹھہرے اور اسی عقیدہ و عمل کے تضاد کی وجہ سے منعم حقیقی نے ان کو مورد الزام ٹھہراتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ولئن سألتهم من خلق السموات و الارض ليقولن الله قل فانى تصرفون۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو جواب میں عرض کریں گے کہ اللہ تعالیٰ نے (جب یہ مانتے ہو کہ کائنات کے پیدا کرنے والا رب العالمین ہے) تو پھر اس کی اطاعت سے منہ کیوں موڑتے ہو۔

ایمان کی مثال:

والدِ محترم حضرت شیخ الحدیث بردالله مضجعہ اپنے مواعظ میں ایمان کی تشبیہ درخت کی جڑ سے دیتے تھے جو کہ زمین کے اندر رہ کر اس کے پھل و پھول پتے اور شاخیں زمین سے باہر ہوتے ہیں جب تک اس درخت کو پانی و کھاد وغیرہ دیا جائے تروتازہ رہے گا اس کے ظاہر و باطن کی آبیاری اور اس کی حفاظت سے اس کے برگ و بار میں بھی ترقی ہوگی اور اگر باہر سے پانی و کھاد وغیرہ مہیا ہوں' زمین کے اندر سے جڑیں کاٹ دی جائیں۔ پھول' پتے اور پھل سب مرجھا کر زمین بوس ہو جائیں گے یہی حال ایمان کا ہے۔ اگر ایمان کی جڑ کمزور اور محکم نہ ہو ظاہری اعمال پر کسی قسم کے اجر و ثواب کے مرتب ہونے کا سوال ہی نہیں۔ دوسری صورت میں اگر درخت پر خاص حالات کے اثر انداز ہونے کی وجہ سے کسی وقت پھل پھول پتے نہ ہوں مگر جڑیں محکم ہوں تو جب بھی اس کی آبیاری ہو جائے درخت پر بہار آ جائے گی۔ گویا زندگی موجود ہے تو ظاہری حالت میں انقلاب آنے کی امید قوی ہے۔ تو جب ایمان کا مطلوبہ عقیدہ راسخ ہے تو جڑ مستحکم ہے۔ اب اگر ظاہری اعمال ایمان کے متقاضی اعمال کے مخالف ہیں تو غالب امکان یہی ہے اگر ذرا سی رجوع الی اللہ بھی کی جائے تو ظاہری تسلیم و انقیاد کی شکل میں اس شخص میں ایمانی انقلاب آ کر اس کا ظاہر و باطن ایمان کے پھول و پھل و پتوں سے لہلہائے گا۔

خلاصہ:

ابھی تک وعظ کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان بغیر عمل صالح کے نامکمل اور عمل صالحہ بغیر ایمان کے هباء منثورا بے فائدہ شی ہے اب جس طرح دنیاوی امور صرف ذہنی تخیل سے مکمل نہیں ہوتے جب تک اس امر کے پورے فارمولے پر عمل نہ کیا جاوے مثلاً ایک بھوکے کی بھوک صرف اسی خیال اور تخیل سے ختم نہیں ہوسکتی کہ روٹی بھوک کو ختم کرتی ہے جب تک کہ اس روٹی کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔ اس کے حاصل کرنے کے تمام طریقے استعمال میں لاکر جدوجہد نہ کی جائے اور پکانے اور کھانے کے جملہ مخصوص طریقوں پر عمل نہ کیا جاوے۔ ان سارے مراحل کے طے کرنے اور مشقت اٹھانے کے بعد بھوک کا علاج ہوگا۔ اسی طرح عبادات و مشروعات مثلاً روزہ۔ نماز و حج کے تصور

سے آدمی روزہ دار نمازی و حاجی نہیں بن سکتا۔ جب تک اس اعمال کے ادائیگی کی طرف عملی قدم اٹھا کر ان کے ارکان و شرائط پر عمل نہیں کرے گا۔ اسی طرح اخروی اعمال بھی صرف ذہنی تخیل سے پورے نہیں ہوتے۔

ارشادات ربانی:

جب تک ایمان و عمل صالح دونوں کو ساتھ ساتھ وجود میں نہ لایا جائے فلاح و کامیابی ناممکن ہے۔ ایمان اور عمل صالح کی اہمیت اور اس پر مرتب ہونے والے اجور پر کئی ارشادات ربانی دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

ومن یعمل من الصالحات من ذکر او انثی وھو مومن فاولئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیرا (النساء) ان الذین امنوا وعملوا الصالحات واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ لھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (بقرہ)

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات کانت لھم جنات الفردوس نزلاً خالدین فیھا لایبغون عنھا حولا (کھف)

فمن یعمل من الصالحات وھو مومن فلا کفران لسعیہ وانا لہ کاتبون (انبیاء)

اور جو مرد یا عورتیں کچھ نیک کام کریں بشرطیکہ وہ مومن ہوں تو وہ جنت میں داخل ہونگی اور تل برابر ان پر ظلم نہ ہوگا۔

تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح کئے اور نماز کو قائم کیا اور زکوۃ ادا کی نہ انہیں خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہونگے

تحقیق جو لوگ ایمان لاچکے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں ان کی مہمانی جنت الفردوس کی شکل میں ہوگی جس میں وہ ہمیشہ کیلئے رہیں گے۔

جو ایمان کی حالت میں نیک عمل کرے گا تو اس کی کوشش و محنت کی ناقدری نہ ہوگی اور اسکے اعمال کو ہم لکھنے والے ہیں۔

ایمان و عمل صالح کے ثمرات صرف آخرت تک محدود نہیں بلکہ دنیا اور عالم برزخ یعنی قبر ہی سے اس کے بہترین اثرات نمایاں ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔

عالم برزخ:

احادیث میں ہے کہ جب مردہ حوالہ قبر ہونے کے بعد نکیر و منکر کے سوالات میں کامیابی سے ہمکنار ہو جاتا ہے اس کی قبر حد نگاہ تک کشادہ کردی جاتی ہے دور سے آتا ہوا ایک شخص نظر آتا ہے اسکے چہرے سے خیر و برکت اور چمک دمک ٹپکتی ہے اس کے روحانی و نورانی چہرہ کو دیکھ کر اسے فرحت حاصل ہو جاتی ہے وہ اسکی طرف آہستہ آہستہ قریب آتا ہے یہ میت اس سے پوچھتی ہے اے شخص تو کون ہے کہ اس بیت الغربہ اور بیت الوحدۃ میں تو نے میرے پاس آکر میرے دل سے قبر کی وحشت و تنہائی کو دور کر دیا وہ جواب میں کہہ دے گا تو مجھے اتنی جلدی فراموش کر گیا۔ انا عملک الصالح میں تیرا نیک عمل ہوں تری وحشت اور تنہائی کو دور کرنے آیا ہوں گھبرانا مت میں تیرے ساتھ

ہوں اب آپ غور کریں کہ صرف نیک اعمال ہی ہیں جو اس تنگ وتاریک کوٹھری میں نعمت غیر مترقبہ بن کر کام آئیں گے

حالتِ نزع:

حالت نزع میں بھی نیک عمل کارآمد' قبر میں بھی' میدان محشر میں بھی پل صراط پر انسان کے ساتھ صرف یہی' اور جنت کے انعامات ومزے بھی اس کے برکت سے حاصل ہوں گے۔اس کے علاوہ دنیا کی سب سے محبوب چیزوں میں دو چیزیں محبوب ترین ہیں جو اپنی جان سے بھی عزیز سمجھے جاتے ہیں۔پہلی مال ودولت ہے یہ وہ متاع فانی ہے جس کے لئے انسان دین بھی بیچ دیتا ہے۔حلال وحرام' اپنے وپرائے کی تمیز سے بھی عاری ہو جاتا ہے مال ہی کے لئے بھائی بھائی کا گلہ کاٹ کر رحم وقرابت داری کے مقدس رشتہ کو بھی پاش پاش کر دیتا ہے۔اس کے حاصل کرنے کیلئے نہ انسان کو اپنی صحت کا خیال اور نہ آرام کا جتنی رغبت اس کی طرف ہوتی ہے کسی اور چیز کی طرف کبھی نہیں ہوتی یہی عزیز ترین مال ودولت اس وقت تک ساتھ دیتی ہے جب تک انسان کا سانس جاری ہے اور روح قفس عنصری سے پرواز نہیں کرتی جب سانس رک جائے مال بھی رشتہ اور ساتھ چھوڑ دیتا ہے اس کی بے وفائی ہی کا اثر ہے کہ جب ایک شخص کے دل کی حرکت رک جائے اور روح نکل پڑے تو اس میت کے مِلک سے اس کا تصرف و مالکانہ حق بالکل ختم ہوا اب یہ وارثوں کا مال ہے آپس میں بانٹنے کے بعد جیسے چاہیں تصرف کر سکتے ہیں لاش ابھی چارپائی پر پڑی ہے دفن کا مرحلہ ابھی باقی ہے مگر جس کے لئے عمر عزیز وقف کی تھی اللہ ورسولؐ کے احکامات کی بجا آوری کی بھی پرواہ نہ کی نے منہ توڑلیا۔ مال ودولت کی بے اعتنائی واعمال کی وفاداری کو۔

نیک عمل کی برکات:

سیدالکونین نے اس انداز سے بیان فرمایا کہ جب انسان کا جنازہ اٹھتا ہے فرشتے پوچھتے ہیں ماقدم فلاں کہ فلاں نے اپنے موت سے آگے کون سا ایسا بہترین عمل بھیجا ہے جو اس کے لئے اگلی دنیا میں کارآمد ہو اور وارث اور قرابت دار ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ ما اخر فلاں فلاں نے اپنے پیچھے کس قسم کا مال چھوڑا ہے جس پر ہم قبضہ کرلیں آپ اور ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ کئی مرنے والوں کو تختہ غسل پر پہونچانے سے پہلے ہی اس کے وارث اس کے مال کے حصول اور بندر بانٹ کے لئے مشت وگریبان ہو جاتے ہیں۔

دوسری محبوب ترین چیز انسان کی بیوی بچے ہوتے ہیں جن کو اپنے آخری وقت کا با اعتماد سہارا سمجھا جاتا ہے۔ اپنے زندگی میں ان دونوں کی خوشنودی اور محبت میں اکثر لوگ شرعی قیودات واحکامات سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں اور ان کی آسودگی وآرام وراحت کے لئے اپنی عزیز جان کی قربانی سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ان کی محبت میں اس حد تک افراط کا مظاہرہ ہے کہ ان کی ہر ناجائز وشریعت سے متصادم خواہش کی تکمیل کو بھی اپنا فرض اولین سمجھ کر شفقت پدری کا نام دیا جاتا ہے ان کے بے جا پیار ولاڈ میں اس قدر بے فکر رہے۔کہ نہ ان کی شریعت کی طرف راغب کرنے کا خیال

اور نہ اخلاق حسنہ و تربیت کی طرف توجہ۔

مرتے وقت یہ دونوں بھی جواب دے دیتے ہیں زیادہ سے زیادہ اتنا کرلیں گے کہ روح نکلنے تک چارپائی کے قریب رہیں گے یا اگر کچھ زیادہ وفاشعار اولاد ہو تو قبر تک جاکر زیر زمین دفنا دیں گا۔ کئی من مٹی تلے دبنے کے بعد نہ پھر بیوی ساتھ دیتی ہے اور نہ اولاد۔

مغربی تعلیم و تہذیب کے مضر اثرات:

اور اب تو مسلمانوں کا بہت بڑا طبقہ جو کہ یورپی تہذیب کا دلدادہ ہے ان سے متاثر ہو کر والدین کی میت کے ساتھ قبر تک جانے کی زحمت بھی گوارا نہیں کرتے اگر کسی کو جنازہ کے ساتھ جانے کی توفیق میسر بھی آجائے تو مسلمان کا دوسرے مسلمان کے لئے جو آخری حق حضورؐ نے احادیث میں نماز جنازہ کی صورت میں ارشاد فرمایا اس کے نہ جاننے کا بہانا بنا کر جنازہ کی صفوں سے دور کھڑے رہ کر تماشا کرنے لگ جاتے ہیں۔ تدفین کے وقت تو اور بھی دور ہٹ جاتے ہیں کہ قبر میں ڈالی جانے والی مٹی بدن اور اجلے کپڑوں کو میلا نہ کردے یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ ایسے اولاد سے کسی ایسے نیک عمل کی توقع ہو کہ ان کا کوئی بہترین عمل صدقہ جاریہ بن کر والدین کے لئے بعد از مرگ ایصال ثواب کا ذریعہ بن جائے۔

ہاں چند خوش قسمت ایسے ماں باپ بھی ہوتے ہیں کہ اپنے اولاد کے ساتھ شرعی حدود کے اندر جائز شفقت و محبت کے ساتھ ساتھ ان کی زیادہ تر توجہ دین' اخلاق حسنہ کی تربیت' شریعت مطہرہ کی تعلیم کی طرف رہی ہو اگرچہ والدین کے فراق کے بعد ایسی راست باز و نیکو کار اولاد بھی ساتھ چھوڑ رہی ہے مگر ان کا نیک عمل والدین کے ساتھ جارہا ہے اور آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ایسی اولاد کے اعمال طیبہ بھی ان اعمال کی ترغیب و تعلیم دینے والوں کے لئے صدقہ جاریہ کے طور پر جاری و ساری رہیں گے۔

قبر میں نیک اعمال نہ صرف نیک صورت کی شکل میں وارد ہوں گے بلکہ ارشاد نبی صلعم ہے کہ مردہ جب قبر میں دفنا دیا جائے تو چاروں اطراف سے عذاب اس کی طرف دوڑتا ہے دائیں طرف سے نماز اس کا باڈی گارڈ بن کر عذاب کے لئے ڈھال بن جاتی ہے سر کی طرف قرآن کی تلاوت اس کی محافظ بن جاتی ہے بائیں طرف سے روزہ عذاب کے لئے رکاوٹ بن جاتا ہے ٹانگوں کی طرف آنے والے عذاب کے لئے زکوۃ و خیرات عذاب کا راستہ روک دیتا ہے۔ یہ تمام محافظ اس شخص کے لئے دستیاب ہوں گے جس نے عمر میں اعمال صالحہ کی پابندی کی ہو۔

صبح و شام اور انجام:

اب اگر ہمارا صبح و شام اللہ کی نافرمانی میں گزرے ہر قسم کا نیک کام مثلاً سچائی' دیانتداری' امانتداری' شرم و حیا' عدل و انصاف' رحم و کرم' تواضع' احسان' عفو و درگزر' تیمار داری' یتیم کے ساتھ بہتر سلوک' خالق کی عبادت' خلق خدا

کی خدمت سے ہمارا نامۂ اعمال خالی ہو خوف خدا نام کی چیز کا تصور بھی ہمارے کسی عمل میں شامل نہ ہو اور کبھی بادل ناخواستہ کار خیر کیا بھی ہو تو وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے نہیں بلکہ مخلوق خدا کی رضامندی و دکھلاوے کے لئے۔ تو ہم بھلا کیسے یہ امید کر سکتے ہیں کہ جان کنی کے المناک لمحہ اور عالم قبر کے اندوہناک موقع پر کوئی عمل ہمارے لئے کارگر ثابت ہو کر ہمیں شیطان کے فریب اور اللہ کے عذاب سے بچا سکے گا۔ زندگی میں ہم ہر موہوم مصیبت و پریشانی کے آنے سے پہلے پہلے ہی اس کے مقابلے اور بچاؤ کے اسباب تلاش کرتے ہیں اللہ کے یقینی عذاب و سزا سے بچاؤ کے اسباب جو کہ اعمال صالحہ ہیں ان سے ہم بالکل غافل و بے فکر ہیں۔

حالانکہ اگر ان اسباب کو ہم حاصل کرتے تو صرف وقتِ نزع، عالم برزخ و روز محشر کے ظلمات میں نور کا کام نہ دیتے بلکہ دنیا میں بھی ہمیں ان کی بدولت ہماری پستی و ذلّت و خواری کی جگہ باعزت مقام معاشرہ میں حاصل ہوتا۔ اکثر و بیشتر جمعہ کے مواعظ میں آپ کو عرض کرتا رہتا ہوں عرب کے مشرکانہ عقائد رکھنے والے انسان نما وحشی نہ صرف کفر کے مرتکب تھے بلکہ ہر قسم کے اخلاقیات، حسن معاشرت سے بھی مکمل طور پر عاری تھے رزق کی تلاش میں دربدر ٹھوکریں کھانا، راستے پر گزرنے والے ہر مسافر کو لوٹنا، معمولی معمولی جھگڑوں پر کئی کئی سال ایک دوسرے کا خون بہانا جیسے جرائم ان کا معمول بن گیا تھا۔ روحانی و قلبی اطمینان و سکون کا تو سوال ہی نہ تھا جسمانی و مادی لحاظ سے بھی تاریکیوں میں گم ہو چکے تھے۔ محسن انسانیت صلعم کے ورود اور دعوت پر لبیک کہنے سے باطنی و ظاہری حالت ہی ہر لحاظ سے پسماندہ قوم کی بدل گئی۔ بدی کے خوگر لوگوں کی عادت و طبیعت نیکی کی طرف مائل ہوگئی۔ رزق کی تلاش میں در در کی خاک چھاننے والے قیصر و کسریٰ کے خزائن کا مالک بن کر جابر و کافر بادشاہوں کے جواہر سے بھرے ہوئے لباس ان کے بچوں کے کھلونے بن گئے۔ سروں پر عظمت و دبدبہ کا نشان بننے والے لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے کے تاج صالح و دیندار صحابہ کے لئے حقیر ترین شی کی حیثیت اختیار کر گئے۔ انہوں نے اپنے نفوس کو اللہ کے لئے وقف کر کے لمحہ لمحہ اللہ کو راضی کرنے والے اعمال میں صرف کرنے شروع کر دیئے تو منعم حقیقی نے بقول و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا و یرزقہ من حیث لا یحتسب ان کے ارزاق کا بندوبست اپنے خزانہ غیب سے فرمایا۔

حضورؐ کی تعلیمات پر کاربند ہر صحابی اعمال صالحہ کے مینار بن کر دنیا کے اطراف و اکناف میں رشد و ہدایت کے مبلغ کی حیثیت سے پھیل گئے۔

نیک سیرت افراد:

تو پاک و صاف کردار اور نیک اعمال کی وجہ سے نہ صرف ان کی اپنی حالت ذلت و پستی سے عزت و عروج میں بدلی بلکہ جو ذرہ بھی ان سے متاثر ہوا وہ بھی اپنی جگہ دنیوی قدر و منزلت کا نشان ٹھہرا۔ مظلوم و مغلوب قوم اسلامی افکار و اعمال اپنانے کے بعد اپنے وقت کی سپر قوموں اور بادشاہوں قیصر و کسریٰ کے لئے ہیبت اور دہشت بن کر سینہ سپر

ہوئے اس دور کے ظالم وقاہر اور ظاہری مادی وسائل سے لیس حاکم مسلمانوں کا نام سن کر اپنے آرامگاہوں اور محلات میں کانپنے لگ جاتے۔

یہ اتنا بڑا انقلاب صرف اس وجہ سے آیا کہ پیغمبر وقرآن کے مخاطب نیک سیرت افراد نے کفر سے توبہ کر کے اعمال صالحہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ جسکی بدولت مادی وسائل وخزانے بھی انکے قدموں میں بے قیمت وحقیر اشیاء کی حیثیت سے خود بخود آپہنچے اور غالب وفاتح قوم کی حیثیت سے دنیا کے اکثر خطوں پر حکمرانی کرنے لگ گئے اور ساتھ ہی محبوب خدا صلعم کا ہر سپاہی وصحابی شرعی احکام میں بھی امتِ محمدیؐ کیلئے رہتی دنیا تک بااعتماد ومسلّم قابل اتباع راہنما مانا گیا

توبہ ایک پسندیدہ عمل:

گناہوں سے توبہ کے بعد جب دل مکمل طورر پر اللہ کا فرمانبردار بن جائے سارے کمالات اختیارات وامور کا سرچشمہ اللہ کو مان کر اس کے احکام یعنی ماموارت پر عمل پیرا اور منہیات سے اجتناب کیا جائے تو پھر ارشاد ہے کہ فاولئیک یبدل اللہ سیاتھم حسنات ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انہوں نے جتنے گناہ زمانہ کفر میں کئے تھے ایمان لانے کے بعد ان سب گناہوں کے بجائے نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ ایمان لانے کے بعد جب بھی اپنے سابقہ دور اور اس کے دوران کئے گئے معاصی کا تصور کریں گے تو اس پر شرمسار ہو کر بار بار توبہ کریں گے اور توبہ کا عمل بھی بذاتِ خود نیک اعمال میں ایک بہترین اور اللہ کو پسندیدہ علم ہے اسی عمل کی بدولت بقول نبی صلعم ان الحسنات یذھبن السیئات اور الاسلام یھدم ما کان قبلہ نہ صرف سابقہ گناہ مٹ جائیں گے بلکہ اس پر گناہ کے بدلہ نیکی لکھ دی جائے گی اور اللہ کی شانِ کریمی سے یہ کچھ بعید بھی نہیں۔

دوسری توجیہہ آیت کی یہ بھی علماء نے بیان کی ہے کہ حالتِ کفر میں رجسٹر اور عمل نامے گناہوں کی سیاہی سے بھرے پڑے تھے۔ جب ایمان لانے سے گناہوں کی وہ سیاہی عمل ناموں سے مٹادی گئی کیونکہ وہ کفریہ عقائد اور اعمال بدتو معاف کردیئے گئے۔ اب انکے وہی نامہ ھائے اعمال جو پہلے گناہوں سے آلودہ تھے انکی جگہ نیکیاں لے لیں گی۔

خلاصہ وعظ یہ کہ بے عملی کی وجہ سے دنیا بھی خراب اور مرنے کے بعد قبر اور میدان حشر میں جو انجام ہے وہ بھی لرزہ خیز۔ اس لئے وقت غرغرہ یعنی مرنے سے پہلے ہی گناہوں سے توبہ تائب ہو کر اعمال صالحہ کی طرف متوجہ ہونا چاہیے وقت نزع تک توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے سید الکونین صلعم کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو پسند فرماتے ہیں جو کامل یقین رکھنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذاتِ اقدس پر یقین کامل کی توفیق نصیب فرما کر ہمارے گناہ معاف فرمائے اور نیکیوں اور ماموارت پر چلنے اور منہیات سے بچنے کی ہمت وطاقت رفیق فرمادیں۔

مولانا محفوظ الرحمان فیضی *

ثنائیات موطا امام مالکؒ

احادیث کی معروف و متداول کتابوں میں موطا امام مالک سب سے قدیم اور مستند ترین کتاب ہے، یہ جن خصائص و امتیازات کی حامل ہے ان سے احادیث کے دوسرے مجموعے خالی ہیں، اس کی ایک بڑی اہم اور امتیازی خصوصیت اس کی احادیث کا بہ سند عالی مروی ہونا بھی ہے، علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

''رسول اللہ ﷺ اور مؤلفین حدیث میں جتنے واسطے کم ہوں گے اسی قدر ان کی تالیفات زیادہ معتبر اور مستند ہوں گی، بخاری و مسلم کی روایتیں عموماً پانچ چھ واسطوں سے مروی ہیں، موطا کی حدیثیں تین چار واسطوں سے زیادہ کی نہیں ہیں امام بخاری کو اپنی بیس ثلاثیات پر ناز ہے (۱) اور موطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے۔ اس کے علاوہ اس میں چالیس ثنائیات ہیں (۲)''

یعنی موطا میں امام مالکؒ کے صرف چار شیوخ سے مروی احادیث میں سے تین چہل ثنائیات مرتب ہو سکتی ہیں، جب کہ موطا میں امام موصوف کے جن شیوخ سے ثنائیات مروی ہیں ان کی تعداد انیس ہے۔

حضرت سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حیات امام مالکؒ میں ایک بات اور یہ لکھی ہے کہ:

''یحییٰ بن بکیر نے امام صاحب کی ثنایات کو الگ رسالہ میں جمع کیا ہے، علمائے اندلس اپنے شاگردوں کو فراغت کی سند دیتے تھے تو اس کو تبرکاً پڑھاتے تھے''

سید صاحبؒ نے اس کے لئے بھی کوئی حوالہ نہیں دیا ہے اور جیسا کہ میں نے شروع میں خیال ظاہر کیا ہے کہ اغلب یہ ہے کہ اس امر کے لئے ان کا ماخذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی کتاب ''بستان المحدثین'' ہوگی لیکن شاہ صاحب (قدس سرہ) نے چہل احادیث ثنائی پر مشتمل جس رسالہ کا ذکر کیا ہے اس کے بارے میں موصوف نے یہ نہیں لکھا ہے کہ وہ خود یحییٰ بن بکیر کا جمع کردہ ہے، بلکہ یہ لکھا ہے کہ یحییٰ بن بکیر کے علاوہ، بعض علمائے مغرب نے ان احادیث کو علیحدہ جمع و مرتب کر دیا ہے اور موطا کی روایت کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اہل مغرب یہی رسالہ کو شیخ کو سنا کر

---

* جامعہ فیض عام، مئوناتھ بھنجن •

اس سے موطا کی روایت کرنے کا اجازہ حاصل کر لیتے ہیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر کردہ رسالہ کے بارے میں ناچیز نے بہت کچھ پرس وجو کی لیکن کہیں کسی سے اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ میرا گمان ہے کہ مولف رسالہ کے پیش نظر "ثنائیاتِ موطا امام مالک" کا استقصاء نہیں رہا ہوگا' بلکہ "اربعین" میں ایک مفصل مرقع بھی پیش کیا گیا ہے' اسی سلسلہ میں ساتویں نسخہ موطا کا تعارف پیش کرتے ہوئے شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"نسخہ ہفتم از موطا روایت یحییٰ بن بکیر .... و در موطائے او چہل حدیث ثنائی ست کہ درمیان امام مالک و جناب رسالت مآب ﷺ پیش از دو واسطہ واقع نہ شدہ' وایں چہل حدیث در دیار مغرب رسالہ جدا نوشتہ اند و در مقام تحصیل اجازت موطا ہماں بر استاذ می گزرانند"(۳)

یعنی موطا کا ساتواں نسخہ وہ ہے جو یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے...... ان کی (روایت کردہ) موطا میں چالیس حدیثیں ثنائی ہیں' یعنی امام مالک اور جنابِ رسالت مآب ﷺ کے درمیان دو واسطے سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس چہل حدیث کو دیارِ مغرب (افریقہ واندلس) میں ایک علیحدہ رسالہ کی صورت میں تحریر کیا گیا ہے۔ موطا کے روایت کی اجازت حاصل کرنے کے لئے اہل مغرب یہی استاد کو پڑھ کر سناتے ہیں اور اجازت حاصل کرتے ہیں۔

شاہ صاحبؒ کے اس بیان سے معلوم ہوتا ہے یہ "چہل حدیث ثنائی" مطلقاً ہر نسخہ موطا کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ صرف اس نسخہ موطا کی ہے جو یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے' چنانچہ شاہ صاحبؒ نے موطا کے دیگر نسخوں کا تعارف کراتے ہوئے یہ بات نہیں لکھی ہے اور نہ ان میں سے کسی اور میں بھی اس خصوصیت کے موجود ہونے کا کوئی اشارہ کیا ہے بلکہ صرف یحییٰ بن بکیر کے نسخے کا تعارف کراتے ہوئے یہ بات لکھی ہے مگر حضرت سید صاحبؒ وغیرہ نے اسی کو مطلقاً موطا کی خصوصیت کے طور پر پیش فرمایا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ اور سید صاحبؒ کے بیانات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ موطا امام مالک کے اندر صرف چالیس احادیث ہی ثنائیات کے زمرے میں آتی ہیں ان کی تعداد اس سے زیادہ نہیں۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بستان المحدثین" کو پڑھنے کے بعد ناچیز کے دل میں یہ خیال آیا کہ حضرت شاہ صاحبؒ نے موطا بروایت ابن بکیر میں جن چہل ثنائیات کی نشاندہی فرمائی ہے کیا وہ صرف اسی میں ہیں یا موجودہ متداول نسخہ موطا (یعنی روایت کردہ یحییٰ اللیثی) میں بھی ہیں اگر وہ اس میں بھی ہوں تو تتبع و استقراء کے بعد انہیں جمع کر کے ایک رسالہ بنام "چہل ثنائیات موطا امام مالک" مرتب کر لیا جائے جسے مختصر توضیح و تشریح کے ساتھ [illegible] ندہ شائع کر دیا جائے۔ اس مقصد سے جب ناچیز نے موطا میں ثنائیات کا استقراء و تتبع شروع کیا تو تقریباً ایک سو صفحات کی ورق گردانی کے بعد چہل حدیث ثنائی دستیاب ہو گئیں۔ انتہائی خوشی ہوئی اور شوق کو مہمیز ہوئی کہ

یزید ک وجهه حسنا اذا ما زدته نظرا

چنانچہ ہندوستان اور بلادِ عربیہ سے شائع ہونے والے موطا کے مختلف نسخوں کو سامنے رکھ کر اسے شروع سے آخر تک بار بار پڑھا جسکے بعد میری مسرت کی انتہا نہ رہی کہ اس میں ایک چہل نہیں بلکہ کئی چہل ثنائیات موجود ہیں۔

پھر حافظ ابن عبدالبر کی کتاب ''تجرید التمہید'' بھی دستیاب ہوگئی تو اس سے ثنائیات کی تلاش میں مزید آسانی ہوئی۔ نیز یحییٰ لیثی کے علاوہ امام مالک کے دوسرے تلامذہ کی روایاتِ موطا میں جو زیادات ہیں اور جنہیں حافظ ابن عبدالبر نے مذکورہ بالا کتاب کے آخر میں علیحدہ ذکر فرمایا ہے ان میں بھی متعدد ثنائیات ہاتھ لگیں۔

موطا امام محمد جو درحقیقت موطا امام مالک ہی کا بہ روایت امام محمد ایک نسخہ ہے اس میں بھی چند زائد ثنائیات ملیں' اس طرح موطا امام مالک میں ثنائیات کی کل تعداد ایک سو تریپن تک جا پہنچی۔ خاکسار نے ان احادیث عالیہ کا مجموعہ ''ثنائیات موطا امام مالک'' کے نام سے مرتب کیا ہے جو زیر کتابت ہے' دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ طباعت کے مرحلے کو بھی آسان فرمادے۔ آمین۔

حافظ ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے ''تجرید التمہید'' میں جس کا پورا نام ''تجرید التمہید لما فی الموطا من المعانی والاسانید'' ہے اور دوسرا نام ''التقصی لاحادیث الموطا وشیوخ الامام مالک'' ہے احادیثِ موطا کو امام مالک کے شیوخ کی ترتیب سے ذکر کیا ہے۔ یہ ترتیب حروف ہجاء پر ہے اس طرح ہر شیخ کی تمام احادیث یکجا مذکور ہیں' چنانچہ امام مالکؒ کے خاص شیخ امام نافع کی سب حدیثیں بھی یکجا جمع ہوگئی ہیں۔ اگر کوئی شخص صرف اسی حصے پر سرسری نظر ڈالے تو اسے بیک نظر اس ایک سند نافع عن ابن عمر سے جو اصح الاسانید ہے' چہل ثنائیات سے زیادہ حاصل ہو جائیں گی۔ جس کے بعد یہ تحقیق بے بنیاد ہو جاتی ہے کہ ''موطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے' بلکہ اس میں چالیس ثنائیات ہیں''

موطا میں امام مالک کے شیخ امام نافع سے کل نوے احادیث مروی ہیں ان میں سے چوہتر (۷۴) ثنائی ہیں یعنی چھ کم دو چہل ثنائیات۔

اسی طرح امام مالک کے ایک دوسرے شیخ امام عبداللہ بن دینار سے موطا میں کل اکتیس حدیثیں مروی ہیں ان میں ستائیس ثنائی ہیں۔

ایک تیسرے شیخ امام اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ انصاری سے موطا میں کل اٹھارہ حدیثیں مروی ہیں جن میں تیرہ ثنائی ہیں۔

ایک اور شیخ امام حمید بن ابی حمید الطّویل سے موطا میں سات حدیثیں ہیں' جن میں چھ ثنائی ہیں۔ ڈاکٹر مولانا تقی الدین ندوی مظاہری اسی کا اعادہ و تکرار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''موطا کی بنیاد ہی ثلاثیات پر ہے بلکہ اس میں چالیس ثنائیات ہیں۔''[۴]

ثلاثیات ثلاثی کی جمع ہے' حدیثِ ثلاثی کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں مولف کتاب (مثلاً امام مالک) اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف تین راویوں کے واسطے ہوں اور ثنائیات ثنائی کی جمع ہے' حدیث ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ مولف کتاب (مثلاً امام مالک) اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان صرف دو ہی واسطے ہوں۔

موطا امام مالک میں چالیس ثنائی حدیثوں کے موجود ہونے کی خصوصیت کا ذکر حضرت سید صاحبؒ نے اور غالباً ان ہی کے تتبع میں مولانا مظاہری ندوی نے بھی حزم و یقین کے ساتھ کیا ہے' لیکن دونوں بزرگوں نے صراحتاً و اشارتاً اس کے کسی ماخذ کا حوالہ نہیں دیا ہے جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ ان دونوں حضرات نے غالباً خود موطا امام مالک کے مکمل تتبع و استقراء کے بعد یہ صراحت فرمائی ہے کہ انہیں اس میں چالیس ثنائی حدیثیں دستیاب ہوئی ہیں۔

راقم کے خیال میں اغلب یہ ہے کہ ان دونوں حضرات کا ماخذ و مصادر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''بستان المحدثین'' ہے گو اس کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے کیونکہ بستان المحدثین کے علاوہ تذکرہ کی کتابوں یا شروح موطا میں موطا کی اس خصوصیت کا اس طرح ذکر نہیں ملتا۔ شاہ صاحب (قدس سرہ) کی کتاب میں امام مالک کے حالات اور موطا کی خصوصیات کا بہترین تذکرہ ہے اور موطا کے رواۃ اور اس کے متعدد نسخوں کا رسالہ لکھنا مقصود رہا ہوگا اس لئے انہوں نے صرف چالیس ثنائیات کا انتخاب کیا بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ صرف ایسی چالیس ثنائیات کا بیان مقصود رہا جو بطریق اصح الاسانید مالک عن نافع عن ابن عمر مروی ہیں۔ والعلم عنداللہ

ناچیز نے ''ثنائیات موطا امام مالک'' پر مشتمل جو رسالہ مرتب کیا ہے وہ مقصود و موضوع کے علاوہ ایک مقدمہ اور ایک ملحق پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں انتہائی اختصار کے ساتھ ''اربعین'' اور ''علوے اسناد'' کے بعض مباحث کا بیان ہے اور ملحق میں امام مالک اور موطا کے حالات و اوصاف کا تذکرہ ہے' نیز امام مالک کے ان شیوخ اور شیوخ الشیوخ کا مختصر ذکر ہے جن سے موطا میں ثنائیات مروی ہیں۔ رسالہ عربی میں ہے' اس رسالہ اور اس حقیر کوشش کا اور کوئی فائدہ ہو یا نہ ہو لیکن یہ فائدہ ضرور ہوگا کہ جو طلبہ سند و متن کے ساتھ کچھ حدیثیں حفظ کرنا چاہیں گے انہیں یک گونہ سہولت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ و بنعمتہ تتم الصالحات۔

(حواشی)

(۱) یہ امر یقیناً باعث فخر ہے' لیکن حضرت امام بخاری نے واقعی اس پر فخر و ناز کیا ہو اس کی تصدیق امام موصوف کے حالات اور تذکروں سے نہیں ہوتی

(۲) حیات امام مالک' ص ۹۳　　(۳) بستان المحدثین ص ۲۱　　(۴) محدثین عظام' ص ۸۷

مولانا حافظ محمد عرفان الحق حقانی *

آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ

حکومت وریاست کی طمع:

مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کو دیکھتے ہوئے رؤساء قریش نے ایک دفعہ عتبہ بن ربیعہ کو سفیر بنا کر آپؐ کی خدمت میں بھیجا کہ کسی طرح آفتاب رسالت ﷺ کو اس کام سے روکا جائے۔ عتبہ نے کہا کہ اے میرے بھائی کے بیٹے تمہارا ان باتوں سے کیا مقصد ہے اگر تم مال و دولت کے خواہاں ہو تو ہم سب تمہارے لئے اتنا مال جمع کردیں کہ بڑے سے بڑا امیر بھی تمہاری ہمسری نہ کرسکے گا اور اگر تم شادی کرنا چاہتے ہو تو جس عورت اور جتنی عورتوں سے چاہو تو ہم شادی کروادیں اور اگر عزت وسرداری مطلوب ہے تو ہم سب آپ کو سردار بنالیں اور اگر حکومت وریاست چاہتے ہو تو ہم تم کو اپنا بادشاہ بنالیں۔ رسول خدا ﷺ نے قریش کے تمام پیشکشوں کو ٹکراتے ہوئے فرمایا کہ میں تو اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تا کہ تمہیں حقانیت کی راہ بتلاؤں۔ اور اس کے بعد حم السجدۃ کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔

آپؐ کی دعوت کسی خاص قوم اور ملک کیلئے نہ تھی بلکہ تمام نوع انسانی کیلئے تھی اور ہے۔ قرآن میں بھی اس کے متعلق آیا ہے کہ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمعیا الذی لہ ملک السموات و الارض لا الہ الا ھو یحی و یمیت فامنو باللہ و رسولہ النبی الامی الذی یومن باللہ و کلمتہ و اتبعوہ لعلکم تھتدون (۷)

ترجمہ: اے پیغمبرؐ کہو اے افراد نسل انسانی میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا آیا ہوں وہ خدا کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اس کے لئے ہے کوئی معبود نہیں ہے مگر اسی کی ایک ذات وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے پس اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی امی پر جو کہ اللہ اور اس کے کلمات (یعنی اس کے تمام کتابوں) پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کی پیروی کرو تا کہ کامیابی کی راہ تم پر کھل جائے۔

اس آیت مبارکہ سے اسلام کی پوری حقیقت واضح ہو جاتی ہے جس کی دعوت آپؐ نے دی۔

حق وصداقت کا یہ پیغام جب آپؐ نے پہنچانا شروع کیا تو قریش کی آتش عداوت ایک دم بھڑک اٹھی اور

---

* مدرس جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

ہر سمت جور و ستم کا آغاز ہو گیا حالانکہ دعوت کا جو خلاصہ تھا اس میں کون سی چیز ایسی ہے جس پر بگڑنا یا جوش میں آ جانا کسی مدعی شرافت کے لئے کسی بھی اعتبار سے زیبا ہوتا۔ بہر حال تمام لوگ آپؐ کے جان کے دشمن بن گئے اور چند لوگوں کے سوا کسی نے بھی آپ کی آواز پر لبیک نہ کہا۔

سفر طائف:

اہل مکہ کے شدید مخالفت کے پیش نظر آپؐ نے طائف کا قصد فرمایا وہاں بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر ورسوخ رہتے تھے۔ خیال تھا کہ اگر وہ راہ راست پر آ جائیں تو دعوت حق کے لئے بہتر صورتیں پیدا ہو جائیں گی یہاں پر عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا جس کے امراء تین بھائی، عبد یالیل، مسعود اور حبیب تھے آپؐ ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی لیکن بدبختوں نے نہایت تلخ اور ناخوشگوار جواب دیئے ان بدبختوں نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ طائف کے بازاریوں کو ابھار دیا کہ آپ کی ہنسی اڑائیں شہر کے اوباش آپؐ پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے آپؐ جس طرف تشریف لے جاتے یہ لوگ دورویہ صفیں بنا کر آپؐ پر پتھر پھینکتے۔
حتیٰ کہ آپؐ لہو میں تر بتر ہو جاتے۔ یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئی۔ آپؐ سراپا رحمت تھے آپ نے ان کو کوئی بددعا دینے کے بجائے ہدایت کی دعا فرمائی۔ اللھم اھد قومی فانھم لایعلمون

ترجمہ: یعنی اے اللہ میری قوم کو راہ راست پر لا کیونکہ وہ جانتے نہیں۔

واہ کیا حلم ہے اپنا تو جگر ٹکڑے ہو — لیک ایذائے ستم گر کسے روادار نہیں

قریش کی مخالفت اور ایذا رسانیاں:

قریش آپ کی ہر موقع پر زبردست مخالفت کرتے رہے اور چاہا کہ آپ کو اس قدر ستائیں کہ آپؐ مجبور ہو کر تبلیغ اسلام سے دستبردار ہو جائے یہ لوگ اس مقصد کی خاطر آپ کی راہ میں کانٹے بچھاتے، نماز پڑھتے وقت ہنسی اڑاتے، سجدے میں آپ کی گردن مبارک پر اوجھڑی لا کر ڈالتے، گلے میں چادر لپیٹ کر اس زور سے کھینچتے کہ گردن مبارک میں بدھیاں پڑ جاتیں۔ جب مکہ میں آپ کی دعوت کا ظہور ہوا تو قدرتی طور پر دو گروہ پیدا ہو گئے ایک ان لوگوں کا جنہوں نے آپ کی دعوت قبول کی۔ اور ایک آپؐ کے مخالفین کا آپؐ پر ایمان لانے والے اصحاب کو بھی قریش نے اپنے ظلم وستم کا نشانہ بنایا ان کو دوپہر کے وقت تپتی دھوپ میں لٹا دیا جاتا اور سینہ پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جاتا کہ جنبش نہ کر سکیں انگاروں پر لٹایا جاتا، درختوں پر لٹکایا جاتا، پیروں میں رسیاں باندھ کر گھسیٹا جاتا اور اس طرح کے ہزار ہا مظالم کئے جاتے جن کی فہرست بہت طویل ہے۔ اسوقت جب کہ دعوت حق کے مقابلے میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔

ہجرت مدینہ:

حافظ عالم جل مجدہ نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا لیکن خود آپ حکم خداوندی کے منتظر رہے اور ان ستمگروں کے مظالم کا حقیقی حدف بنتے رہے۔ جب نبوت کا تیرھواں برس شروع ہوا اکثر صحابہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچ چکے تھے تو وحی الہی کے ذریعے آپؐ نے بھی مدینہ کا عزم کیا

منصوبہ قتل:

قریش نے دیکھا کہ اب مسلمان مدینہ میں جا کر طاقت پکڑتے جا رہے ہیں اور وہاں پر اسلام پھیلتا جا رہا ہے اس بنا پر انہوں نے دارالندوہ میں جو کہ دارالشوریٰ تھا اجلاس عام کیا کہ اس صورتحال کے تدارک کے لئے کیا کیا جائے کفار مکہ نے مختلف قسم کی رائیں پیش کیں کسی نے کہا کہ آپؐ کے ہاتھ پاؤں میں زنجیریں ڈال کر مکان میں بند کر دیا جائے' کسی نے کہا کہ جلاوطن کیا جائے۔ ابوجہل نے کہا کہ ہر قبیلے سے ایک شخص کا انتخاب کیا جائے۔ اور یہ سب مل کر ایک مجمع بنا کر آپؐ پر تلواروں سے حملہ کر کے ختم کر دے اس صورت میں آپؐ کا خون تمام قبائل میں بٹ جائے گا۔ اور آل ہاشم اکیلے تمام قبائل کا مقابلہ نہ کر سکیں گے اسی اخیر رائے پر اتفاق ہوا۔ اور سب نے آ کر نبیؐ کے گھر کا محاصرہ کیا اور باہر انتظار کرتے رہے کہ آپ گھر سے باہر نکلے اور یہ لوگ آپ کو تلواروں کے زد و کوب سے قتل کر دے۔ قرآن نے اس واقعہ کا ذکر اس طرح محفوظ کر دیا:

و اذ یمکر بک الذین کفروا لیثبتوک او یقتلوک او یخرجوک و یمکرون و یمکر الله و الله خیر المکرین۔ (۸)

ترجمہ: اور جب فریب کرتے تھے کافر کہ تجھ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی داؤ کرتے تھے اور اللہ بھی داؤ کرتا تھا۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کے توڑ میں بہترین اور لطیف تدبیر چلائی۔ آفتاب رسالت ﷺ کو وحی کے ذریعہ بتلا دیا گیا۔ آپؐ باہر نکلے' چاروں طرف کفار تلواریں سونتے کھڑے تھے آپ نے مٹی کی ایک مٹھی بھر لی اور شاھت الوجوہ تین دفعہ پڑھ کر ان کی طرف پھینک دی کہ یہ چہرے منحوس و ناکام رہیں۔ خداوند تعالیٰ فرماتے ہیں

و جعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشینھم و ھم لا یبصرون۔ (۹)

ترجمہ: اور بنائی ہم نے ان کے آگے دیوار اور پیچھے دیوار پھر اوپر سے ڈھانک دیا سو ان کو کچھ نہیں سوجھتا۔

الغرض یہ سب کافر اندھے ہو گئے کہ کسی کی نظر بھی آپؐ پر نہ پڑی آفتاب رسالت ﷺ باہر تشریف لے آئے کعبہ کو دیکھا اور فرمایا "مکہ تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے پھر ابوبکر صدیق کو ساتھ لے کر مدینۃ النبی کا رخ کیا جس کا نام یثرب تھا۔ کچھ فاصلہ طے کر کے دونوں صاحب جبل ثور میں پوشیدہ ہوئے اور یہاں' پر تین دن تک قیام کیا ادھر کفار مکہ اپنے منصوبہ کے مطابق گھر سے باہر آپؐ کے نکلنے کے منتظر تھے جب وقت زیادہ گزرا تو یہ لوگ گھر کے اندر گھس گئے دیکھا کہ بستر پر آپؐ موجود نہیں اور حضرت علیؓ ہیں۔ سب کفار مکہ آپؐ کی

تلاش میں نکل کھڑے ہوئے بعض لوگ آپ کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے جبل ثور تک پہنچ گئے آہٹ پا کر ابوبکر صدیقؓ انتہائی غمزدہ ہوئے اور آپؐ سے کہا کہ اب دشمن بہت قریب آ گیا ہے اگر انہیں اپنے قدموں پر نظر پڑ جائے تو ہم دیکھے جائیں گے آپؐ نے ابوبکر صدیقؓ کو تسلی دی اور فرمایا :

لاتحزن ان الله معنا ترجمہ: گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے (۱۰)

اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایسے اسباب پیدا کئے کہ دشمن جو کہ غار کے دھانے تک آ پہنچا تھا' کو یقین ہو گیا آپؐ یہاں پر نہ ہوں گے لہذا وہ واپس چلے گئے۔ قرآن کریم نے بھی واقعہ ہجرت کی طرف اشارہ کیا ہے:

الا تنصروه فقد نصره الله اذا خرجه الذين كفروا ثانى اثنين اذهما فى الغار اذ يقول لصاحبه لاتحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها وجعل كلمة الذين كفروا السفلى وكلمة الله هى العليا والله عزيز حكيم (۱۱)

ترجمہ: اگر تم نہ مدد کرو گے رسول کی تو اس کی مدد کی اللہ نے جس وقت اس کو نکالا تھا کافروں نے کہ وہ دوسرا تھا دو میں کہ جب وہ دونوں تھے۔ غار میں جب وہ کہہ رہا تھا اپنے رفیق سے تو غم نہ کر بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اتاری اس پر تسکین اور اس کی مدد کیلئے وہ فوجیں بھجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں اور نیچے ڈالی بات کافروں کی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

آفتاب رسالت ﷺ غار ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے مدینہ میں اسلام کی صداقت کا پیغام پہنچ چکا تھا اکثر لوگ ایمان لا چکے تھے۔

مکہ کے چاند کا طلوع

جب آپؐ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو راستے میں جانثاران اسلام آپؐ کے استقبال کے لئے دو رویہ صفیں بنا کر کھڑے تھے جوش کا یہ عالم تھا کہ پردہ نشین خواتین چھتوں پر نکل آئیں اور یہ اشعار پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علينا من ثنيات الوداع
وجب الشكر علينا ما دعى لله داع
ايها المبعوث فينا ، جئت بالامر المطاع (۱۲)

ترجمہ: چاند نکل آیا کوہ وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر خدا کا شکر واجب ہے جب تک دعا مانگنے والے دعا مانگے اے کہ اللہ نے تمہیں ہمارے لئے بھیجا تو ایسے احکام لایا جن کی اطاعت فرض ہے۔

جب آپؐ مدینہ پہنچے تو آپؐ سے پہلے بھی صحابہ کی بہت سی جماعتیں یہاں پر بے سروسامانی کی حالت میں

ہجرت کی تھی۔ یہاں کے مقامی مسلمان باشندوں نے (انصار) اپنے مہاجر بھائیوں کی ہر ممکن مدد کی۔ ان لوگوں میں اسلام کی دعوت نے محبت والفت اور سازگاری کی وہ روح پھونک دی کہ وہ لوگ جو کہ اسلام سے قبل کینہ وانتقام کے نسمے تھے اب ان کا ہر فرد دوسرے کی خاطر سب کچھ قربان کر دینے کیلئے مستعد ہو گیا۔

واذکروا نعمة الله علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها (۱۳)

ترجمہ: اور خدا کی اس مہربانی کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے۔ تو خدا نے تم کو اس سے بچا لیا۔

اس طرح سے ہر مسلمان قرآن کی آیت کریمہ ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصة (۱۴) (اور مقدم رکھتے ہیں ان کو اپنی جان سے اگرچہ وہ خود بھوکے ہوں) کا روئے زمین پر چلتا پھرتا نمونہ بن گیا۔ انصار اور مہاجروں کے مابین بھائی چارے (مواخات) کا رشتہ قائم ہوا۔ یہاں پر آ کر آپؐ نے دوبارہ حق کی دعوت دینا شروع کی۔ یہاں پر دوسری قوموں سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔ ان سب کو آپؐ نے اسلام کی دعوت دی۔

نئے مخالفین:

یہاں پر بھی ہزاروں لوگ آپؐ کے دشمن بنے۔ آپؐ اور صحابہؓ کو اذیتیں دی گئیں۔ مدینہ منورہ میں آپؐ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ مسلمان اپنے اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے کافروں کا مقابلہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد کا ان کو یقین دلایا۔ اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا وان الله علی نصرهم لقدیر۔ (۱۵)

ترجمہ: حکم ہوا ان لوگوں کو (ظالموں کے مقابلہ میں تلوار اٹھائیں) جن سے کافر لڑتے ہیں اس واسطے کہ ان پر ظلم ہوا اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔

غلبہء حق کے لئے معرکہ آرائیاں:

چنانچہ یہاں آفتاب رسالت ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے دفاع اور حق کے پرچار کی خاطر غیر مسلموں کیساتھ جنگیں کیں جو کہ تاریخ میں بدر واحد وحنین واحزاب وتبوک وغیرہ کے ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ قلت تعداد واسباب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اور آپؐ کے اصحابؓ کو نصرت وفتح سے نوازا۔ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن الله۔ (۱۶)

ترجمہ: بارہا تھوڑی جماعت غالب ہوئی ہے بڑی جماعت پر اللہ کے حکم سے۔

ہزاروں جانثاروں نے حق وصداقت کے پرچم بلند کرنے کی خاطر اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا' اور آج یہ دنیا والے لا الہ الا اللہ کا بول اپنی زبانوں پر لاتے ہیں یہ سب آپؐ اور آپؐ کے اصحاب کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ آپؐ کو لوگوں کو ہدایت کی طرف لانے سے عشق تھا۔ قرآن کہتا ہے کہ فلعلک باخع نفسک علی اثارھم ان لم یومنوا بھذا لحدیث اسفا (۱۷)

ترجمہ: پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان کو ہلاک کر دے گا۔ اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان نہ لائے۔

آپؐ نے زندگی کے آخری سانس تک بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہِ حق دکھانے کا کام کیا۔

اسوہ حسنہ: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۱۸)

آپؐ کی زندگی تمام انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے آپ کی سیرت جامع تھی آپ کے سیرت پر نظر ڈالی جائے تو وہ ہر حیثیت سے مکمل نظر آتی ہے آپؐ کی سیرت کا ہر پہلو روز روشن کی طرح واضح اور عیاں ہے۔ آپؐ کے سیرت پر لکھنے والا ہر محرر حیران ہوتا ہے کہ آپؐ کی سیرت کے کس پہلو پر لکھا جائے یہ وہ موضوع ہے جہاں جنید وشبلی اور عطار و جامی کی سانسیں رک جاتی ہیں اور جہاں امام رازی اور امام غزالی جیسے بزرگان امت بھی محو حیرت ہو جاتے ہیں۔ آپؐ ایسے جامع سیرت انسان تھے کہ آپؐ کی سیرت پر لکھنے کا حق ادا کرنا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں۔

دفتر تمام گشت و بپایا رسید عمر

ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

سیرت نبویؐ کے جس حصہ پر بھی نظر ڈالی جائے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے اور ان تمام صفات وکمالات کا لب لباب یہ ہے کہ صفات قدسیہ سے متصف نبی برحق ایک کامل اور مکمل انسان تھے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے کسی چھوٹے سے چھوٹے خطے کو بھی اپنے کسی نہ کسی پیغمبر کی بعثت سے محروم نہ رکھا۔ انبیاء ومرسلین کی صحیح تعداد تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں لیکن مشہور یہی ہے کہ ظہور محمدی سے قبل سوا لاکھ سے زیادہ پیغمبران دنیا کے گوشے گوشے میں مبعوث ہوئے۔

محمد رسول اللہ ﷺ سلطان الانبیاء

ہم رسول اللہ ﷺ کو محض جوش عقیدت میں سلطان الانبیاء نہیں کہتے بلکہ یہ حقیقت ہے نا قابل تردید واقعہ ہے کہ دنیا میں کسی نبی کسی مرسل کو اس کامیابی کا عشر عشیر بھی نصیب نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد رسول اللہ ﷺ کو عطا فرمائی کسی بھی نبی کے سچے جانبازوں اور رفیقوں کی تعداد مخصوص تعداد سے زیادہ نہ ہو سکی۔ انتہا یہ ہے کہ بعض نبیوں کے اہل خانہ بھی ان پر ایمان نہ لائے یہ فخر صرف احمد مجتبیٰ کو حاصل ہے کہ انکے حیات میں بے شمار خوش نصیب ہستیوں

نے آقائے دو جہان کے قدموں پر اپنی جانیں نچھاور کیں آپؐ کے آخری خطبہ حجۃ الوداع کے وقت بھی لاکھوں پروانے جانثاری کیلئے تیار تھے اور آج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی دنیا کے گوشے گوشے میں ایک ارب سے زیادہ انسان محبوب خدا کی غلامی پر ناز کرتے ہیں۔ رنگ ونسل زبان و معاشرت کا جدا جدا ہونے کے باوجود ذات رسول اللہ کی محبت پر متحد ہیں اور ہر مسلمان چاہے کسی مسلک سے تعلق رکھتا ہو ناموس رسالت پر کٹ مرجانے کو اپنا ذریعہ نجات سمجھتا ہے۔

تحریف سے محفوظ کتاب:

دنیا میں کسی بھی پیغمبر کی کتاب تحریف سے محفوظ نہ رہی تورات، زبور، انجیل، اور سب صحائف میں تحریف ہوا یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے کے بعد بھی آفتاب رسالت حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی مقدس کتاب قرآن مجید اور شریعت مقدسہ بعینہ اس صورت میں جس صورت میں نازل ہوئے موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون۔ [۱۹]

ترجمہ: ہم نے آپؐ پر اتاری ہے یہ نصیحت اور ہم اس کے نگہبان ہے

چونکہ قرآن کریم کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسکے ایک لفظ ایک حرف اور ایک نقطے میں بھی کوئی تبدیلی نہ ہوسکی۔ مذاہب عالم کی تاریخ میں ہمارے نبیؐ کی دعوت کسی اساطیری وافسانوی ہستی کی نا کام دعوت نہیں ہے بلکہ ایک ایسے کامل ترین انسان کی دعوت ہے جس کے زندگی کا چھوٹے سے چھوٹا اور معمولی سے معمولی واقعہ بھی تاریخ کے سینے میں محفوظ ہے۔ یہ فخر صرف مسلمانوں کو حاصل ہے کہ ان کے ہادی برحقؐ کا پیغام حق مافوق الفطرت پیغام نہیں جس پر عمل کرنا دشوار ہو۔ بلکہ یہ ایک تاریخ ساز شخصیت اور ایک ایسے گوشت پوست کے بنے انسان کا پیغام ہے جو کہ انسانیت کا بہترین نمونہ ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے کہ

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة

ترجمہ: تم لوگوں کیلئے رسول اللہ ﷺ کا نمونہ بہترین موجود ہے۔

ہمارے نبیؐ کی تعلیم اور سیرت ہر زمانے کے لئے قابل عمل اور قابل مثال ثابت ہوئی۔ آپؐ نے اپنی تعلیم و تبلیغ کے ذریعے سے مختلف عناصر کو اس طرح یکجا کیا کہ ایک بنیان مرصوص بن گئی۔ آپؐ نے مسلمانوں کے مابین اتحاد وتنظیم کا رشتہ منسلک فرمایا۔ مادیت کے اس موجودہ دور میں بھی دنیا کو اسلام کا چیلنج ہے کہ تم ہمارے نبیؐ کو منصب نبوت سے قطع نظر ایک امین کی حیثیت سے ایک عابد اور زاہد کی حیثیت سے، ایک آقا کی حیثیت سے، ایک دوست کی حیثیت سے، ایک کریم اور مخیّر کے حیثیت سے، ایک سماجی مصلح کی حیثیت سے، ایک پیکر مساوات کی حیثیت سے، ایک خطیب و مقرر کی حیثیت سے، ایک حکمران کی حیثیت سے، ایک قانون ساز کی حیثیت سے، ایک اقتصادی مفکر کی حیثیت سے،

اور سب سے بڑھ کر بنی نوع انسان کے محسن اعظم کی حیثیت سے غرض جس طرح اور جس زاویہ سے چاہوں انسانی ذھن میں بلند ترین معیار پر پرکھو کر سخت سے سخت امتحان اور کڑی سے کڑی چھان بین کے بعد تمہیں اس بات کا یقین ہوگا کہ مسلمانوں کا نبی درحقیقت ساری دنیا کا اپنی طرز کا ایک ہی اور مکمل ترین انسان ہے جس کا جواب صبح اول سے نہ پیدا ہوسکا اور نہ شام ابد تک پیدا ہوسکے گا۔

ندانم کدامین سخن گوئمت
کہ ولاتری زانچہ من گوئمت
ترعز لولاک وتمکین بس است
ثنائے توطہ ویٰسٓ بس است
چہ وصفت کنند سعدی ناتمام
علیک الصلوۃ اے نبی والسلام

(حواشی)

(۱) تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف اقوال ہیں سیرت النبی اور الرحیق المختوم میں 9 کو اور سیرت المصطفیٰ میں 8 ربیع الاول کو راجح قرار دیا گیا ہے جبکہ عام مشہور قول 12 کا ہے۔ واللہ اعلم

(۲) اسوہ رسول اکرم ﷺ (حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ)

(۳) اسوہ رسول اکرم ﷺ (حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحیٔ) بحوالہ مدارج النبوۃ

(۴) سورۃ یونس۔۱۶ (۵) سورۃ یونس ۔۱۷ (۶) سورۃ صٓ ۵

(۷) سورۃ الاعراف۔۹ (۸) سورۃ الانفال۔۳۰ (۹) سورۃ یٰسٓین۔۹

(۱۰) سیرت النبی ﷺ جلد اول (۱۱) سورۃ التوبہ۔۴۰

(۱۲) بعض کتابوں میں طلع کے بجائے اشرق آیا ہے (۱۳) سورۃ آل عمران۔۱۰۳

(۱۴) سورۃ الحشر۔۹ (۱۵) سورۃ الحج۔۳۹ (۱۶) سورۃ البقرہ۔۲۴۹

(۱۷) سورۃ الکہف۔ ۶ (۱۸) سورۃ الاحزاب۔۲۰ (۱۹) سورۃ الحجر۔۹

افکار و تاثرات ______ قارئین بنام مدیر

مولانا محمد عیسیٰ منصوری 'سیکرٹری جنرل ورلڈ اسلامک فورم' یو۔ کے

بھارت میں مسلمانوں کی نسل کشی:

ڈاکٹر اصغر حسن' حافظ آباد

بھارت' گجرات میں جو نسل کشی ہو رہی ہے اس کے لئے ہم لوگوں نے خاص طور پر یورپ امریکہ میں کام شروع کیا ہمارے احباب نے یہاں کے نیشنل پریس (انگریزی) اور ٹیلیوژن' مختلف چینل اور ریڈیو پر مسلسل آواز اٹھائی ہے اور احمد آباد میں بھی یورپ امریکہ کے بیشتر گروپ براہ راست ہمارے دوستوں کے پاس پہنچے تھے اس لئے الحمدللہ ان کو صحیح جگہیں دکھائی گئیں اور مظلومین سے ملاقات کروائی گئی اس کی وجہ سے برطانیہ' بیلجئم' ہالینڈ' امریکہ' یورپین یونین کی مثبت بہت سخت اور مبنی بر حقیقت رپورٹیں آئیں اب ہماری کوشش آر ایس ایس' بی جے پی' VHP وغیرہ کو دہشت گرد قرار دلوا کر ان پر یہاں پابندی لگوانا اور وہاں کے حکمرانوں کو عدالت کے کٹہرے میں لانا ہمارے اس ماہ کے آخر میں گجرات کا ایک اہم وفد لکھنو سے مولانا سلمان الحسنی اور بھارت کی سپریم کورٹ کے معروف وکیل عبدالمجید میمن اس کام کے لئے آرہے ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لئے اور ممکن ہو تو ''الحق'' یا کسی جگہ طبع ہی ہو جائے۔

دینی مدارس کو جدت کا میک اپ نہیں چاہیے:

یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ دارالعلوم حقانیہ اپنی تمام خوبیوں کیساتھ دن بدن مزید خوبصورت ہوتا جارہا ہے۔ خدا کرے اس عظیم درس گاہ کا حسن ہمیشہ قائم و دائم رہے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحبؒ نے جو اس خوبصورت یونیورسٹی کی بڑے خلوص سے میک اپ کیا تھا وہ موجودہ دور کی ''جدت'' کے گرد و غبار سے کبھی خراب نہ ہو۔

اکثر رنج ہوتا ہے کہ ہم مسلمان اپنے غیر مسلم دشمنوں کے طرز زندگی سے متاثر ہو کر بہت تیزی سے تباہی کی طرف جارہے ہیں۔ T.V' کیبل اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے بے شرمی اور بے حیائی پھیل رہی ہے اور خاص طور پر ہماری نئی نسل بہت تیزی سے اپنے خیالات کی پاکیزگی کھو رہی ہے۔ الحمدللہ ہمارے دینی مدارس ایک طویل عرصہ سے انسانی زندگی کی راہوں کو روشن رکھنے میں مصروف ہیں تاکہ کوئی بھٹک نہ جائے مگر اب انہی دینی مدارس کو ڈالروں کی جھلک دکھا کر ان میں ''جدت'' کا وائرس داخل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جس سے بہت سے اندیشے نظر آنے لگے ہیں۔ سوچتا ہوں کہ اگر جدت کا رنگ پھیلتے پھیلتے دینی مدارس کے طلباء اور اساتذہ کے لباس تک پہنچ گیا تو ممکن ہے کہ دینی مدارس میں شلوار قمیض جیسے خوبصورت لباس کی بجائے ٹی شرٹ اور نیکر کا رواج شروع ہو جائے۔ خدا ایسا گندہ وقت کبھی نہ لائے۔ ان جدت پسندوں کو کون سمجھائے کہ قرآن اور حدیث کو جدت کی ضرورت نہیں' یہ جدید تھے' جدید ہیں اور تا قیامت جدید اور خوبصورت رہیں گے۔

جناب شفیق الدین فاروقی

دارالعلوم کے شب وروز

وفاقی وزیر اطلاعات جناب نثار اے میمن کی دارالعلوم آمد۔ ۲۳ جون کو وفاقی وزیر اطلاعات جناب نثار اے میمن نے دارالعلوم کا دورہ کیا۔ انہوں نے دارالعلوم کے مختلف شعبوں کا معائنہ کیا اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ صاحب نور اللہ مرقدہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی۔ انہوں نے کمپیوٹر اور جدید علوم کے شعبوں کے علاوہ دارالعلوم کے دارالافتاء میں نہایت دلچسپی کا اظہار کیا جہاں ایک بڑی تعداد میں دو متحارب فریقین باہمی جھگڑوں کو شریعت کی روشنی میں حل کرانے کیلئے موجود تھے۔ مولانا سمیع الحق نے انہیں دارالعلوم حقانیہ سے شائع کردہ چار ہزار صفحات پر مشتمل فتاویٰ حقانیہ کا ایک سیٹ بھی پیش کیا۔

دارالعلوم کی سہ ماہی تقریب تقسیم انعامات: مورخہ ۵ جون کو حسب سابق دارالعلوم کے ایوان شریعت ہال میں سہ ماہی امتحانات کے مختلف درجات میں اول دوم اور سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباً میں تقسیم انعامات کی ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی۔ درجہ تخصص سے لے کر متوسطہ کمپیوٹر کلاسز اور انگلش لینگویج کے تمام درجات میں پوزیشن حاصل کرنیوالوں میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور نائب مہتمم صاحب مدظلہ نے کتابوں اور امتیازی اسناد کی شکل میں انعامات تقسیم کیے اور طلبہ کو کتابوں میں محنت امتحان کی اہمیت اور وقت کی قدر و قیمت اور دیگر زرین نصائح سے نوازا۔ تقریب کے اختتام پر ملک کی ترقی وخوشحالی اور عالم اسلام وافغانستان اور فلسطینی مسلمانوں کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

دورہ میراث کی تقسیم اسناد کی تقریب: دارالعلوم کے مفتی حضرت مولانا سیف اللہ حقانی علم میراث کی اہم کتابوں کا الگ کورس کرواتے ہیں اس کورس سے فارغ شدہ ساڑھے چار سو طلباء کو دارالحدیث قدیم میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے علم میراث کی تحصیل کے اسناد تقسیم کیں۔ تقریب میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے اسلام کے نظام وراثت پر جامع خطاب سے حاضرین کو نوازا' بعدازاں دورۂ میراث کے شیخ مولانا سیف اللہ حقانی نے بھی اس موقع پر خطاب فرمایا اور دعائیہ کلمات سے تقریب کا اختتام کیا۔

تنظیمات مدارس کا اجلاس: ۲۳ جون کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ملک بھر کے دینی مدارس کی تنظیمات کے عہدیداروں کا اہم اجلاس دینی مدارس کے بارے میں صدارتی آرڈیننس پر غور کیلئے منعقد ہوا۔ دارالعلوم حقانیہ کی نمائندگی حضرت مولانا انوارالحق صاحب نائب مہتمم جامعہ حقانیہ نے کی تمام تنظیمات مدارس نے حال ہی میں رجسٹریشن سے متعلق صدارتی آرڈیننس کو دینی مدارس میں مداخلت علوم دینیہ کی اہمیت کو گھٹانے اور ان اداروں کی حریت وحمیت کو ختم کرنے کیلئے استعماری چال قرار دے کر متفقہ طور پر یکسر مسترد کر کے اس آرڈیننس کے خلاف بھرپور مزاحمت کرنے کا اعلان کیا۔

بلاشبہ سود کھانا اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے جنگ کرنے کے مترادف ہے

خوشخبری

الاتحاد کارپوریشن ایک کاروباری ادارہ ہے جو

سود سے پاک سرمایہ کاری

کرنے کا پابند ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے فیصلہ کیا ہے کہ **اسلام آباد، راولپنڈی** اور **مضافات** میں سستی اراضی خرید کر مختلف رہائشی منصوبہ جات نئی رہائشی کالونیز، کمرشل مارکیٹس کی تعمیر، زرعی زمینوں، فلیٹس اور مکانات کی خرید و فروخت میں سرمایہ کاری کرے اور سود کی لعنت سے چھٹکارا چاہنے والے مسلمانوں کو بھی سرمایہ کاری کا موقع بھی فراہم کیا جائے اور پہلے سے جاری شدہ منصوبہ جات میں نفع و نقصان کی بنیاد پر حصہ داری کیلئے کم قیمت کے شراکتی حصص جاری کئے جائیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز کے فیصلہ کے مطابق

کم قیمت کے شراکتی حصص

جاری کئے جا رہے ہیں۔ لہٰذا

حلال محفوظ اور سود کی ملاوٹ سے پاک سرمایہ کاری

شیئرز خود بھی خریدیئے اور اپنے احباب کو دعوت دیجئے!

- بنیادی طور پر کم از کم 10 شیئرز خریدنے کی درخواست دی جاسکتی ہے۔
- خواہشمند خواتین و حضرات درج ذیل پتہ سے درخواست فارم **مفت** منگوا سکتے ہیں۔
- سال کے اختتام پر مکمل حساب پیش کر کے منافع شیئر ہولڈرز میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ شرح منافع 20 سے 30 فیصد تک متوقع ہے۔
- کارپوریشن 15 دن کے اندر اندر حصص سرٹیفکیٹس جاری کرنے کی پابند ہوگی۔
- شیئرز قابل فروخت اور قابل انتقال ہونگے لیکن کارپوریشن کو مطلع کرنا ضروری ہوگا۔
- فیصلہ قرآن وسنت کے مطابق کیا جائے گا۔

پروفیشنل اور تجربہ کار ٹاؤن پلانرز کے زیر نگرانی عظیم الشان رہائشی منصوبہ جات

اسلام آباد موٹروے سٹی جماعت اسلامی کے مجوزہ مرکز **قرطبہ سٹی** اور تعمیر ملت ایجوکیشن سٹی (شفا انٹرنیشنل ہسپتال اسلام آباد) کے درمیان اور نیو انٹرنیشنل اسلام آباد ایئرپورٹ اور بین الاقوامی شاہراہ **موٹروے** کے قریب واقع ہے۔

بکنگ جاری ہے

اسلام آباد موٹروے سٹی

(خیبر بلاک)

سائز پلاٹس

رہائشی پلاٹس	5 مرلہ	10 مرلہ	1 کنال
زرعی فارم	5 کنال	10 کنال	20 کنال

کمرشل پلاٹس

سائز 20x10	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 30 ہزار روپے
سائز 30x12	نقد ادائیگی پر رعایتی قیمت 50 ہزار روپے

قیمت اور طریقہ ادائیگی

قیمت	ایڈوانس	ماہانہ قسط
10,000 روپے فی مرلہ	1,000 روپے فی مرلہ	100 روپے فی مرلہ
رجسٹری	کل قیمت کا نصف یکمشت ادا کرنے پر 15 دن میں رجسٹری	
نوٹ	کارنر اور ڈبل روڈ فیسنگ پلاٹ پر دس فیصد زائد قیمت	

5 مرلہ، 7 مرلہ اور 10 مرلہ کے پلاٹس پر رہائشی مکان تعمیر کر کے آسان اقساط پر فروخت کئے جائیں گے۔ (ان شاء اللہ)

مزید تفصیلات کے لئے:

الاتحاد کارپوریشن 7-دبئی پلازہ سکستھ روڈ چوک، مری روڈ، راولپنڈی

ڈرافٹ بنام اکاؤنٹ نمبر 69-4137 حبیب بنک رحمٰن آباد برانچ مری روڈ راولپنڈی

محمد نصیر خان مروت
چیف ایگزیکٹو

فون: 051-4581451 موبائل: 0333-5111385 ای میل: al_ittehad@hotmail.com

Designed by: SUTOOR Grafix: 0303 - 651 39 66

Regd No. P-90 Monthly "Al-Haq" Akora Khattak

معاونین جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے ایک ضروری

اپیل

محترم! دارالعلوم حقانیہ کی علمی، ملی و دینی ہمہ گیر خدمات سے بحمد للہ آپ بخوبی واقف ہیں اور موجودہ پُرفتن دور میں ایسے مرکز علوم رسالت کی اہمیت وضرورت بھی آپ پر مخفی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے دعوت وتبلیغ، تعلیم وتدریس، اصلاح وارشاد اور جہاد کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کی ذمہ داری ملک وبیرون ملک فضلائے حقانیہ نے نہ سنبھالی ہو۔ صرف ایک جہاد افغانستان کو لیجئے تو دارالعلوم کے ہزاروں فضلاء اور طلباً نے اس صدی کے عظیم جہاد میں قائدانہ کردار ادا کیا جو تمام معاونین کے لئے تا قیامت صدقہ جاریہ بن رہا ہے۔

جامعہ حقانیہ اپنے تمام ترقی پذیر شعبوں میں خطیر مصارف (جو کہ تعمیراتی اخراجات کے علاوہ سالانہ واجبی مصارف سوا کروڑ سے متجاوز ہیں) کا محتاج ہے جبکہ دارالعلوم حکومتوں کے تعاون سے بھی بالکل بے نیاز ہے اور نہ ہی اس کے باضابطہ مستقل سفراء ہیں، صرف اور صرف آپ جیسے حساس دردمند اہل خیر معاونین کے مالی تعاون سے یہ سارا کارخانہ علوم نبوت چل رہا ہے۔ جس میں ڈھائی ہزار تک طلباً علوم نبویہ سے ہر سال مستفید ہوتے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپکی توجہات کی مزید شدت سے ہمیں ضرورت ہے کہ خود اور اپنے زیر اثر حلقہ احباب واہل خیر میں بھی دارالعلوم کے مالی تعاون کے لئے سعی فرمائیں اور اللہ کے دین کے فروغ اور حق کی بالادستی کے لئے کوشاں اس ادارہ کی پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہر ممکن تعاون اور سرپرستی سے ممنون فرمائیں۔ **واجر کم علی اللہ۔**

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا) سمیع الحق
مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

اکاؤنٹ نمبرز: یو بی ایل اکوڑہ خٹک 7 -01
مسلم کمرشل بینک جہانگیرہ 721
نیشنل بینک اکوڑہ خٹک 5 - 17

Email: haqqania@nsr.pol.com.pk OR haqqania@hotmail.com